مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

جلد نمبر 5 | اپریل 2014ء | شمارہ 4

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امن کی آمنائیں

برسات میں جلتے گھر

جہنمی "بزرگ"

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّۃ والجماعۃ سرگودھا

کے زیر اہتمام

برائے خواتین

پہلا سالانہ اجتماع

20 اپریل 2014ء بروز اتوار

صبح 9:00 تا 12:00 دوپہر

زیر نگرانی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّت والجماعت سرگودھا

048-3881487 - 0346-7357394

خوشخبری

فارغ التحصیل علماء، ائمہ مساجد، خطبا اور طلبا کے لئے

سالانہ چوتھا دورہ تحقیق المسائل

زیر اہتمام مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بتاریخ

31 مئی 2014ء بروز ہفتہ، صبح 7:30 بجے تا
12 جون 2014ء بروز جمعرات، 11 بجے دن ان شاء اللہ تعالیٰ

زیر سرپرستی

معظم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست مرکز اہل السنت والجماعت | بانی امیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت | چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروس

بشارتِ عظمیٰ

فارغ التحصیل علمائے کرام کے لیے 9 واں ایک سالہ

داخلہ 10 تا 15 شوال 1435

تخصص فی التحقیق والدعوۃ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

Contact Us

03326311808

0483881487 ، 03467357394

نوٹ: موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا ضروری ہے

Live at: ahnafmedia.com • Email:markazhanfi@gmail.com

منجانب: انتظامیہ مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنت

سرگودھا

جلد نمبر 5 | اپریل 2014ء | شمارہ 4

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ

نگران شعبہ رسائل و جرائد

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

سرکولیشن منیجر
0332-6311808

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں

www.ahnafmedia.com

Contact Us

www.ahnafmedia.com
zarbekaleem313@gmail.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

امن کی آمنائیں 6

اداریہ

دل کا سکون کیسے حاصل کریں؟ 8

محمد یعقوب

بوجھ 11

بنتِ مولانا عبدالمجید

ہم کیسے با شعور ہیں؟؟ 14

فوزیہ چودھری

جہنمی "بزرگ" 16

حافظ سمیع اللہ طاہر

سلطان محمود کا انصاف 25

اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی

برسات میں جلتے گھر 28

معظمہ کنول

کامیابی کا راز 32

محمد جنید حنفی

رحمت اور محنت کا چولی دامن 48

اہلیہ مولانا عابد جمشید

بس .....دیکھ لیا پاکستان 51

مولانا امان اللہ حنفی

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلو کم ایکم احسن عملا ۔ (سورۃ ملک آیت نمبر 2)

ترجمہ: جس نے بنایا مرنا اور جینا تا کہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا کیا تا کہ اللہ معلوم کرلے کہ کون تم میں سے اچھا عمل کرتا ہے تا کہ اس کو اس کے اچھے عمل کا بدلہ دیا جائے۔

لیبلو کم ایکم احسن عملاً ۔ یہ آزمائش بہ نسبت حیات کے موت میں زیادہ ہے کیونکہ جس شخص کو اپنی موت کا استحضار ہو گا وہ اچھے اعمال کی پابندی زیادہ سے زیادہ کرے گا اگرچہ یہ آزمائش حیات میں بھی ہے کہ زندگی کے قدم قدم پر اس کو اپنا عجز اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کا استحضار ہوتا رہتا ہے جو حسن عمل کی طرف داعی ہے۔

لیکن موت کی فکر اصلاح عمل اور حسن عمل میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

کفیٰ بالموت واعظاو کفیٰ بالیقین غنی؛ یعنی موت وعظ کے لئے کافی ہے اور یقین غنی کے لئے۔ مراد یہ ہے کہ اپنے دوستوں عزیزوں کی موت کا مشاہدہ سب سے بڑا واعظ ہے جو اس سے متاثر نہیں ہوتا اس کا دوسری چیزوں سے متاثر ہونا مشکل ہے اور جس کو اللہ نے ایمان ویقین کی دولت عطا فرمائی اس کی برابر کوئی غنی وبے نیاز نہیں اور ربیع بن انس نے فرمایا کہ موت انسان کو دنیا سے بیزار کرنے اور آخرت کی طرف رغبت دلانے کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کی توفیق عطا فرمائے اور عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ حدیث

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المومن مراة المومن والمومن اخو المومن یکف عنه ضیعته ویحوطه من ورائه۔ (رواه ابوداود والترمذی)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اس کے نقصان کو اس سے دور کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی پاسبانی اور نگرانی کرتا ہے۔

تشریح:

آئینہ کا یہ کام ہے کہ وہ دیکھنے والے کو اس کے چہرے کا ہر داغ دھبہ اور ہر بدنما نشان دکھا دیتا ہے اور صرف اسی کو دکھاتا ہے دوسروں کو نہیں دکھاتا۔ ایک مومن کے دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کو چاہیے کہ دوسرے بھائی میں جو نامناسب اور قابل اصلاح بات دیکھے وہ پورے خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ اس کو اس پر مطلع کر دے دوسروں میں اس کی تشہیر نہ کرے آگے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس دینی اخوت کے ناطے سے اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر اس پر کوئی آفت وغیرہ آئے تو حتی الوسع اس کو روکنے اور اس کی زد سے اس کو بچانے کی کوشش کرے اور جس طرح اپنی کسی عزیز ترین چیز کی ہر طرف سے پاسبانی اور نگرانی کی جاتی ہے اسی طرح اپنے دینی و ایمانی بھائی کی نگرانی اور پاسبانی کرے۔

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جاوید اسلام، سرگودھا

ہم کو ماں باپ سے ، اولاد سے پیارے آقا ﷺ
آپ نے پیار کو بخشے ہیں کنارے آقا ﷺ
آپ کے دم سے ہیں خوشیوں کے نظارے آقا ﷺ
آپ نے ہر دہر کے حالات سنوارے آقا ﷺ
آپ کونین کے ہیں راج دلارے آقا ﷺ
آپ کے حکم سر آنکھوں پہ ہمارے آقا ﷺ
تری امت بھی انہیں درد کے لمحات میں ہے
جو سہے آپ نے طائف میں گزارے آقا ﷺ
آپ کی ذات سے ملتا ہے دل و جان کو سرور
آپ کے جلوے مری آنکھ کے تارے آقا ﷺ
تیرے کنبے کا ہر اک فرد ہے مشعل راہ
تیرے اصحاب ہدایت کے ستارے آقا ﷺ
آپ کو رشد و ہدایت کا بنا کر پیکر
رب نے دانائی کے پیغام اتارے آقا ﷺ
آپ کے دم سے ہوئے عدل کے چشمے جاری
گر گئے ظلم کے سب محل منارے آقا ﷺ
ترا کردار چمکتا ہوا دستور حیات
تیرے اقوال ہدایت کے اشارے آقا ﷺ

امن کی آمنائیں

اداریہ

ایک خبر ملاحظہ ہو!

"مظفر گڑھ: جتوئی کے علاقے میں چند روز قبل زیادتی کا شکار ہونے والی طالبہ نے ملزمان کو بے گناہ قرار دیئے جانے پر خود کو آگ لگالی۔ نادر اور اس کے 4 ساتھیوں نے 18 سالہ آمنہ کو چند روز قبل اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا جس پر طالبہ کے والدین نے تھانے میں ان کے خلاف رپورٹ درج کرائی، پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے پانچوں ملزمان کو گرفتار کرلیا تاہم بعد ازاں انہیں بے گناہ قرار دے کر چھوڑ دیا گیا جس پر زیادتی کا شکار طالبہ دلبرداشتہ ہو کر آج تھانے کے باہر خود کو تیل چھڑک کر آگ لگالی، جھلسی ہوئی لڑکی کو فوری طور پر اسپتال منتقل کیا گیا جبکہ اسپتال حکام کے مطابق آمنہ کے جسم کا کافی حصہ پوری طرح جل چکا ہے جس کے باعث اس کی حالت تشویشناک ہے۔ دوسری جانب وزیر اعلیٰ پنجاب نے زیادتی کے واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے پولیس سے اس کی رپورٹ طلب کرلی اور انتظامیہ کو متاثرہ طالبہ کو علاج معالجے کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کی ہدایت کی ہے۔" بالآخر آمنہ نے خودسوزی کرلی۔

معاشرے میں ایمان، امن کے فقدان کے بعد اب آمنہ بھی ختم ہو رہی ہیں۔ ایمان سے دوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ امن سے ہاتھ دھو بیٹھے اور امن ختم ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب آمنہ۔ آمنائیں بھی کھو بیٹھے۔ یاالٰہی! ہم کہاں جائیں؟ ایمان کے لٹیرے بھیس بدل کر رہبر بنے ہوئے ہیں اور امن کے لٹیروں نے اپنا نام امن کے رکھوالے رکھ لیا ہے۔ اور آج کی آمنہ پر ایسا ظلم ہے کہ الاماں الاماں۔

معاشرتی برائیوں میں جنسی اور اخلاق باختہ ایسے جرائم جنم لے رہے ہیں کہ

جنہیں سن کر سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ بعض تعلیمی اداروں میں بنت حوا کے ساتھ مظالم کی خونچکاں داستانیں سننے اور دیکھنے میں آرہی ہیں۔ کئی آمنائیں ہیں جو ظلم و جبر کی چکی میں مسلسل پس رہی ہیں۔ غنڈوں، وڈیروں، عیاش جاگیرداروں اور بدقماشوں کی شیطنت نے ان کی عزت کو تاراج کر دیا ہے اور جب یہ امن کی بھیک مانگنے کے لیے امن کے ٹھیکداروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہیں تو امن ان کے لیے سراب نما شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بالآخر بعض آمنائیں تو حالات سے سمجھوتہ کر لیتی ہیں اور بعض آمنائیں خودکشی اور خود سوزی کر لیتی ہیں۔

ہمارے حکمرانوں کے امن سے تو حجاج کا ظلم اچھا تھا۔ جب ایک مظلوم و لاچار بیٹی نے سرد آہ لے کر اس سے فریاد رسی کی تو اس نے دیبل تک اور دیبل سے ملتان تک اپنی فوجیں اتار دیں بالآخر اس بہن کو انصاف اور امن مہیا کیا۔

یہاں ہر روز کئی آمنائیں اس طرح کے مظالم کی بھینٹ چڑھ گئی ہیں، یہاں ہر روز کئی آمنائیں روح سوزی کے جھٹکے برداشت کرتی ہیں، یہاں ہر روز کئی آمنائیں اپنے جسم نہ سہی لیکن اپنی زندگی بھر کی خوشیوں کو آگ لگا لیتی ہیں، یہاں ہر روز کئی آمنائیں اپنے مستقبل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مایوسی کے ایندھن میں جھونک دیتی ہیں۔ کئی آمنائیں ہیں جو روز جیتی ہیں اور روز مرتی ہیں۔

اے کاش! وہ دن ہم بھی دیکھ لیں جب وطن عزیز میں میری آمنہ کو خوشیاں ملیں، جب میری آمنہ اپنی گڑیوں سے کھیلے، جب میری آمنہ کے دل سے خوف دور ہو سکے۔ جب میری آمنہ غنڈوں کی درانداز سے بچ جائے، جب میری آمنہ وڈیروں، عیاش جاگیرداروں اور نوابوں کے ستم اور مظالم سے آزاد ہو جائے۔ کب میری آمنہ خود سوزی چھوڑے گی، کب میری آمنہ خوشیوں کی مالا پہنے گی؟ کب میری آمنہ کا ایمان بچے گا اور کب میری آمنہ کو امن ملے گا؟

دل کا سکون کیسے حاصل کریں؟

محمد یعقوب، میر پور خاص

آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "خبر دار!(سن لو)۔ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے۔ اگر وہ خراب ہے تو پورا بدن ناکارہ ہے۔ خبر دار! سن لو۔ وہ دل ہے۔"

آیئے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور کرتے ہیں۔ انسان کے جسم میں دل کا کردار بہت عظیم ہے۔ قلب، انسانی بدن میں تمام اعضاء کا سردار ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دل کے بارے میں ہدایات دیں۔ جسم کے تمام اعضاء کا دارومدار اس دل پر ہے۔ یہ دل کیا ہے؟ دل پٹھوں کے مجموعے پر مشتمل ایک ایسا عضو ہے جو انسانی بدن کو مسلسل خون پہنچاتا ہے۔ یہ انسانی تن میں موجود خون کے نظام گردش کے درمیان واقع ہے۔ یہ پورا نظام، خون کی رگوں کے ایک جال پر مشتمل ہے۔ خون، دل سے پورے انسانی بدن کے مختلف حصوں سے ہوتا ہوا پھر واپس دل کی طرف لوٹتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دل کا نظام ایسا رکھا ہے کہ اس میں غور کرتے ہوئے انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ تحقیق کے مطابق دل، ایک دن میں ایک لاکھ مرتبہ سکڑتا اور پھیلتا ہے۔ ہر منٹ میں تقریباً پانچ یا چھ ہزار کوارٹر گیلن خون، انسانی بدن کے مختلف اعضاء تک پہنچاتا ہے۔

انسانی جسم میں یہ واحد عضو ہے جس کی حرکت پر انسانی زندگی کی بقا ہے۔ اس کا حجم انسانی مٹھی جتنا ہے جسے انسان آسانی سے اپنے ہاتھ میں تھام سکتا ہے۔ یہ دل ہی ہے اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو ظاہری و باطنی امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

ظاہری مرض تب ہوتا ہے، جب دل کی نالی تنگ ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب خون کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر سینے میں درد شروع ہو جاتا ہے اور سانس مشکل سے آنے لگتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دل کا دورہ پڑ جاتا ہے، جسے انگریزی میں Heart Attck کہتے ہیں۔

صرف امریکا میں سالانہ ایک ملین افراد اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ ظاہری مرض کا علاج ڈاکٹر اور حکیم کرتے ہیں۔ جن پر انسان ہزاروں روپے پانی کی طرح بہادیتے ہیں۔

دل کے باطنی امراض بھی بہت ہیں۔ جس میں ہر آدمی مبتلا ہے۔ جسے انسان کبھی محسوس نہیں کرتا۔ جیسے کینہ، بغض، عداوت، دشمنی، حسد اور تکبر ہے۔ یہ ایسے امراض ہیں جو بغیر توبہ اور اصلاح کے ختم نہیں ہوتے۔ حدیث مبارک سے بھی یہی مراد ہے۔ اس کا علاج بہت ضروری ہے۔ پوری دنیا ان امراض میں مبتلا ہے۔ آج پوری دنیا سکون و راحت کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہے۔ آرام و سکون کیسے حاصل ہو گا؟ جبکہ ہم نے اپنے دل کو بغض، عداوت، حسد، کینہ اور تکبر جیسے گناہ سے جو بھر رکھا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ! اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو ایندھن بنا کر چند منٹوں میں راکھ کر دیتی ہے۔ یہ حسد ہے جو تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ ساری محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے خوب کہا ہے کہ سب سے پہلی چیز کبر ہے، اس لیے کہ شیطان تکبر کی وجہ برائی میں داخل ہوا۔ دوسری چیز آدمی کا لالچ ہے، کیونکہ آدم علیہ السلام نے لالچ کی وجہ سے پھل کھایا اور جنت سے نکالے گئے۔ تیسری چیز آدمی کا حسد ہے، کیونکہ دنیا

میں سب سے پہلا خون حسد کی وجہ سے ہوا۔ قابیل نے ہابیل سے حسد ہوا کہ اس کو وہ چیز کیوں مل رہی ہے جو مجھے نہیں مل رہی۔ اس نے چاہا کہ یہ اس کو نہ ملے۔ اسی بات نے اسے پہلے خون پر آمادہ کیا۔ یہ حسد بنیادی چیز ہے جو بہت سارے برے اعمال، اخلاقی برائیوں اور انسانوں کے ساتھ تعلقات میں اپنا کردار ادا کرتی ہے تو ان سب سے ہمیں بچنا چاہیے۔

دل تو ابتدا ہی سے بالکل خالی پیالے کی طرح تھا۔ ہم نے خود اس میں لذات کا اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جگہ ہی نہیں رکھی۔ دل کا سکون حاصل کرنے کے لیے ایک ملک سے دوسرے ملک سیر و تفریح کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ آج کا مسلمان، بیہودہ فلموں اور حیا باختہ گانوں میں اپنا سکون تلاش کرتا ہے۔ اسی کو اپنا مقصد حیات بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ اس میں سکون رکھا ہی نہیں۔ سکون اور اطمینان قلب وہاں ڈھونڈنا چاہیے جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ”خبردار! (سن لو) اللہ کے ذکر ہی سے دل سکون واطمینان پاتے ہیں۔“

آپ دنیا کا جائزہ لیجیے۔ خدا کی ذات کو یاد کرنے والے کتنے لوگ چین و آرام کی زندگی پاتے ہیں۔ ان کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ سکون و اطمینان اللہ کے گھر اور وہاں ہوتا ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی جاتی ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت میں جا کر اپنی اصلاح کروایئے تاکہ دل ان مہلک امراض سے خالی ہو جائے۔ یہی ان مہلک امراض باطنی کے ماہر ہیں جو خانقاہوں میں بیٹھے اللہ کے ذکر سے لوگوں کے دلوں کو روشن کرتے ہیں۔ اگر انسان دین پر مکمل نمونے سے عمل کریں تو وہ بھی پُر سکون رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے ذکر سے منور فرمائیں۔ آمین۔

بوجھ

بنتِ مولانا عبد المجید
(جامعہ بنوریہ عالمیہ، کراچی)

چوھدری سکندر کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پورے شہر کو تہہ و بالا کر دے، اس کا دل شدتِ غصب سے پھٹنے کو تھا، آنکھیں قہر اُگل رہی تھی، اس نے اپنی مٹھی کو مزید مضبوطی سے بھینچ لیا، یکایک ہی اسے اپنی اربوں کی جائیداد، کئی مربع میل تک پھیلی ہوئی زمین، حویلی اور خود اسے اپنا وجود لاوارث سا لگنے لگا، اب تک جو گردن تکبر اور نخوت سے کسی موہوم اُمید کی بنا پر اکڑی رہا کرتی تھی آج اس کے خوابوں کا طلسم فنا ہو گیا تھا، سراب کا محل نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا، اس کے کندھے قبل از وقت ہی ضعفِ پیری محسوس کرنے لگے تھے، اسے شباب کی رعنائیاں بھلا دینے کو یہی خبر کافی تھی کہ شادی کے بارہ سال بعد اس کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی۔

جہاں جھولے میں لیٹی ننھی سلمٰی کی مسکراہٹ اسے من کانت له ابنة واحدة جعلها الله له سترا من النار کی نوید سنا رہی تھی وہیں اس کے کمزور ایمان پر شیطان نے حملہ کر دیا تھا، وہ غصے سے اُٹھا اور پنکھوڑے کو پاؤں سے ٹھوکر مارتا ہوا باہر نکل آیا، اِدھر ایک معصوم سی چیخ فضا میں بلند ہوئی اُدھر شیطان نے اس کی کمر تھپک کر وإذا بُشر احدهم بالأُنثىٰ ظل وجهه مسودا وهو كظيم کا نقارہ بجا کر زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کر دی۔

:::::::::::::::::

سلمٰی ماں کے سایہ پناہ میں آگئی، باپ کے دستِ شفقت کا لمس اس نے کبھی

محسوس نہ کیا، وہ اب گھر میں باپ اور شوہر بن کر داخل نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ درونِ خانہ بھی ویسا ہی چوہدری تھا جیسا کہ بیرونِ خانہ۔۔۔۔!!!

بھلا وہ اس وجود سے کیسے محبت کر سکتا تھا جس کی پیدائش نے اسے بیٹی کا باپ بنا دیا تھا، افکارِ جاہلیت اس کی رگ رگ میں سرایت کر چکے تھے، وارث نہ ہونے کا غم اسے گھائل کرتا تو کبھی معاشرے میں سر نہ اٹھا کر جی سکنے کا غم اسے گھائل کر دیتا،۔ وہ فراموش کر چکا تھا کہ یہ وہ بیٹی ہے جس کا وجود اس کے لئے باعثِ رحمت ہے، جس کی بہترین تربیت اس کے لیے جنت کی ضمانت ہے، جس پر نظرِ شفقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس ملنے کی نوید باسعادت ہے، جس پر انفاق نارِ جہنم سے آڑ ہے۔

:::

بہر کیف وقت اپنی رفتار سے رواں دواں رہا، چوہدری سکندر چوہدری ہی رہا، بیٹی کے وجود نے اس کے احساسات میں کوئی تبدیلی نہیں کی، ہاں البتہ !!!!اتنا ضرور ہوا تھا کہ اسے اپنے کپڑے وقت پر دھلے ہوئے اور استری کئے ہوئے ملتے، اس کے جوتے ڈیرے پر جانے سے پہلے ہی صاف ستھرے، چمکدار دروازے پر رکھے ہوتے، اس کی واپسی ہوتے ہی اس کی چارپائی پر ٹھنڈا پانی اور گرم کھانا موجود ہوتا، یہ خدمات کس کی مرہونِ منت تھی؟ اسے اس سے کوئی سروکار نہ تھا،، وہ تو بس اتنا شعور رکھتا تھا کہ بیٹی ایک بوجھ ہے اور عورت پاؤں کی ٹھوکر، یا پھر اس سے بھی ذلیل۔۔۔۔

:::::::::::::::::

ٹھاہ!!! ٹھاہ!!! فضا میں گولی کی آواز گونجی اور ماحول لرز کر رہ گیا، سکندر نے نمبر دار کے بیٹے کو شطرنج کے دوران کسی بات پر جھگڑتے قتل کر دیا، جوشِ جنوں میں کئے گئے اقدام نے اسے نمبر دار اور اہلِ علاقہ کے زیرِ عتاب کر دیا۔

نمبر دار نے خون بہا کے طور پر سکندر سے اس کی کئی سو ایکڑ پر پھیلی ہوئی زمینوں کا مطالبہ کر دیا تھا اور اس سے انکار کی صورت میں ایک ہی قدیم روایتِ جاہلیّت رہ جاتی تھی اور وہ تھی۔۔۔ سکندر کی بیٹی کو اپنی ملکیّت میں لے لینا!!

زمینیں تو سکندر کا بہت بڑا اثاثہ تھیں، جس کا سودا اسے کسی قیمت قبول نہ تھا، ہاں البتہ رہ گئی بیٹی! وہ تو اس کی نظر میں ازل سے ہی کندھوں کا بوجھ تھی اگر یہ بوجھ ٹل جائے تو اس کی جان، جائیداد دونوں بچ سکتی تھیں۔

:::::::::::::::::::::::::::::::::::::

خاموش رہ!! تیرے باپ کی عزّت کا مسئلہ ہے، اگر تو نے ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو چوہدری تجھے گولی مار دے گا، تقدیر کے لکھے پر راضی ہو جا، بیٹیاں تو ہوتی ہی باپ پر قربان ہونے کے لئے ہوتی ہیں۔ چوہدری کی بیوی اپنی بیٹی کو سمجھا رہی تھی، شاید وہ بھی کبھی یوں ہی قربان ہوئی ہو گی۔

:::::::::::::::::::::::::::::::::::::

سرِ شام افق کے کنارے سرخ ہوتے ہی نمبر دار کے آدمی چوہدری کی دہلیز پر آن وارد ہوئے۔ اگلے کچھ لمحوں میں ہی تیرہ برس کی سلمٰی سکندر دبی دبی سسکیوں میں پیکرِ فریاد بنی پچاسی برس کے نمبر دار کی حویلی میں موت وحیات سے عمر بھر لڑنے کے لئے جھونک دی گئی۔

آفتاب بھی بنتِ حوّا کی رسوائی کا نظارہ نہ کر سکا اور گہرے بادلوں کی اوٹ میں پناہ گزیں ہو گیا۔۔۔ دور کہیں کوئل چہکی اور ایک اور بیٹی باپ کی خاطر قربان ہو گئی۔۔۔ عمر بھر بیٹی کے وجود کو بوجھ سمجھنے والے انسان کے " بہت بڑے بوجھ" کو اسی "بوجھ بیٹی" نے اتار دیا۔

ہم کیسے باشعور ہیں؟؟

فوزیہ چودھری۔مانسہرہ

وہ ایک بدنصیب پروفیسر تھا،جو گلی کے نکڑ پر اپنی ماں کی آہوں و سسکیوں سے کھیل رہا تھا،اس کی لاشعور ٹانگیں کبھی ماں کی گردن اور کبھی پیٹ پر پڑتی تھیں گویا وہ مکمل طور پر اُس عظیم ہستی سے جان چھڑوانا چاہتا تھا۔اُسی گلی کے آخر میں اُس پروفیسر کا گھر تھا،گھر کا دروازہ کھلا تھا اور غالباً وہ عورت اُس کی بیوی تھی جو بار بار جھانک کر دروازے سے دیکھ رہی تھی اُس کا چہرہ کھلا اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

یوں لگتا تھا جیسے پروفیسر بیوی کی خوشی میں یہ سب کر رہا ہے۔لاچار و بے بس ماں کو اُٹھائے،غصے سے ہلکان پروفیسر تھکن سے چور ہونے کے بعد اپنی جنت کو گندی نالی کے رحم و کرم پر چھوڑ کے چلا گیا۔روز روز کے واقعات و حادثات کی طرح اس واقعے پر بھی ہم نے تہہ دل سے افسوس کر کے چھوڑ دیا مگر گاہے بگاہے اُس بے بس ماں کی سسکیاں کانوں میں گونجتی رہتیں اور ایک دن یہ بھی سن لیا کہ دربدر کی ٹھوکروں کے بعد وہ ماں اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر جا چکی ہے۔

بہر حال دن گزرتے رہے حالات بدلتے رہے۔دسمبر کا دور ان تھا سردی معمول سے زیادہ تھی۔ایک سکول میں تقریب تھی مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا سخت سردی کے باوجود نہ چاہتے ہوئے بھی چل دی۔بچوں کی تربیت اپنی تعریف اور دوسروں کی تذلیل سے کی جارہی تھی تقاریر کا سلسلہ جاری تھا پھر وہ چہرہ دیکھا جسے دیکھنا بھی یقیناً گناہ ہے۔یہ وہی پروفیسر تھا جو پانچ سال پہلے اپنی ماں کی آہوں اور سسکیوں سے کھیل رہا تھا پھر نہ جانے کیوں اپنے آنے پر پچھتاوا ہوا۔تقریر شروع ہوئی،ایک ایک لفظ گویا مجھے کھا رہا تھا کیونکہ اُس کا موضوع تھا"ہم کیسے باشعور ہیں۔"؟

اس کی زبان پر جو جملے تھے ان میں سے چند الفاظ ہی اوراق پر منتقل کرنے کی ہمت ہوئی ہے جو یہ ہیں "کوئی ٹریفک حادثہ ہو جائے تو سب ادھر اُدھر کو بھاگتے ہیں زخمی کو اُٹھانے کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ کوئی غیر مسلک پیاسا مر رہا ہو تو کوئی پانی تک نہیں دیتا کیونکہ وہ تو غیر مسلک ہے۔ بوڑھے والدین سردی میں پڑے کھانستے رہیں اولاد کانوں میں انگلیاں ٹھونسے بے غم سوئی رہتی ہے اندھا سڑک پار کرتا ہے تو ہماری اولاد اس کے بار بار گرنے اُٹھنے پر ہنستی ہے ہمیں ہزاروں جانوں سے زیادہ اپنی ایک جان قیمتی ہے۔ اس سب کے باوجود ہم اپنے آپ کو باشعور کہتے ہیں۔ ہماری تہذیب اور ہمارے معاشرے کے نزدیک دوسروں کو اذیت دینا ہی شعور ہے۔ آج کا شعور یہی ہے کہ اولاد سے والدین کو، شاگرد سے استاد کو، بیوی سے شوہر کو اور ہر خونی رشتے سے تکلیف پہنچے یہی اس معاشرے کی زندگی ہے جسے جینا آتا ہے نہ مرنا۔ مان لیجئے ایسے معاشرے زندہ ہی مرا کرتے ہیں زندہ ہی۔" تقریر ختم ہونے کو تھی مگر میرا ذہن چند سال پہلے ہونے والے حادثے میں کھو گیا تھا مجھے یہ ساری تقریر سوائے ایک عام مضمون کے کچھ نہیں لگی ایسا لگا کہ شاید اس پروفیسر نے کسی کی لکھی یہ تحریر غور سے نہیں پڑھی یا الفاظ کی گہرائی میں جانے کی کوشش نہیں کی۔ سوچ رہی تھی کہ کیا ماؤں کی آہوں و سسکیوں سے کھیلنے والے باشعور ہو سکتے ہیں۔ پڑھ لکھ کر ماں کی عظمت سے بے خبر تعلیم یافتہ ہو سکتے ہیں۔ ماں کو عمر بھر ستانے والے معاشرے کو لاشعور کہنے کے حقدار کیسے ہو سکتے ہیں؟ اتنے ستم کر کے آخر میں صرف ایک تقریر سے سب کچھ نہیں دھلتا ماں کی آہیں غضب الٰہی سے نہیں بچا سکتیں۔ پھر سوچتی ہوں کہ شاید اُس ماں نے دل سے بد دعائیں نہ نکالی ہوں کیونکہ ماں تو ماں ہوتی ہے نا۔ بہر حال ایک عظیم ہستی پر ستم ڈھانے والا اس بات کا حقدار نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کو لاشعور کہے یا معاشرے میں کسی کو طعنہ دے۔

جہنمی "بزرگ"

از قلم: حافظ سمیع اللہ طاہر

اف خدایا! اتنے سارے لوگ اس حویلی میں خیریت تو ہے کہیں چوہدری صاحب کا انتقال تو نہیں ہو گیا۔ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا "اکرم" حویلی کی طرف جاتے ہوئے بول رہا تھا، یہ حویلی "چوہدری خالد آرئیں" کی ہے جو گاؤں کا سب سے بڑا نمبر دار تھا۔ 8 مربع زمین کا اکیلا مالک تھا۔ اور اس کے ساتھ خدا کی عطاء کردہ اولاد میں سے 7 بچوں، بچیوں کا پرورش کرنے والا بھی تھا۔ ایک بچی کم عمری میں اللہ کو پیاری ہو گئی۔

"چوہدری خالد" کی حویلی تقریباً دو کنال پر مشتمل تھی۔ جہاں پر چوہدری خالد؛ عوام الناس کے چھوٹے بڑے فیصلے کیا کرتا تھا۔ اس کی زندگی بڑے ٹھاٹھ بھاٹھ سے گزر رہی تھی، پورے گاؤں میں یہ ہر ایک کے لئے بہت محترم تھا، پنچائیت میں اس کے فیصلے کو آخری فیصلہ مانا جاتا تھا۔

اسے اپنی بیٹی کی شادی بھی بڑی دھوم دھام سے کی تھی۔

ایک دن چوہدری صاحب اپنی بیٹی سے ملنے اسلام آباد ڈیفنس چلا گیا۔ جب ہفتہ بھر واپس گھر نہ آیا تو گھر والوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

آخر کا بڑا بیٹا باپ کا پتہ کرنے بہن کے گھر جا پہنچا اور حیرت کے مارے اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

جب اس کی بہن نے اسے بتایا کی اباجان تو ہمارے گھر آئے ہی نہیں۔ چوہدری کی بیٹی کا غم کے مارے برا حال ہو گیا۔ وہ روتی دھوتی چلاتی فوراً اپنے بھائی کے ساتھ ماں کے گھر آئی۔

چوہدری کا پورا گھرانہ غم کدہ بنا ہوا تھا۔ بچے بلک بلک کر رو رہے تھے۔ بیوی کو غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔

چوہدری کے گم ہونے کی خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور سارا شہر چوہدری کے گھر امنڈ پڑا۔

گاؤں کے وڈیرے چوہدری کی گمشدگی پر مختلف خدشات کا اظہار کر رہے تھے۔ کوئی کہتا کہ اسے کسی نے قتل نہ کر دیا ہو، دوسرا کہتا اس کی کسی سے دشمنی نہیں تھی۔ کوئی کہتا کہ اسے اغواء برائے تاوان نہ کر لیا گیا ہو لیکن دوسرا کہتا کہ اگر اغواء برائے تاوان ہوتا تو وہ فوراً رقم کا مطالبہ کرتے۔

گاؤں کے لوگوں کو اس بات کا شدید خدشہ تھا کہ کہیں وہ حادثہ کا شکار نہ ہو گیا ہو۔ تو بڑوں نے 10 افراد پر مشتمل دو، دو افراد کی پانچ کمیٹیاں تشکیل دی کہ وہ مختلف شہروں کے مختلف ہسپتالوں، تھانوں سے پتہ کریں۔ ان افراد نے حاصل کردہ ہدایات لے کر مختلف شہروں کے ہسپتالوں اور تھانوں میں پھرتے رہے لیکن چوہدری خالد کا کوئی سراغ نہ لگ سکا۔

چوہدری صاحب کو گم ہوئے ایک مہینہ بیت چکا تھا، ایک دن سورج کالے بادلوں سے نکل کر افق پر آ ابھرا اور آس پاس اپنی کرنیں بکھیرتا ہوا صبح کو روشن کر رہا تھا۔

گاؤں کے لوگ اپنے کھیتوں میں کام میں مگن ہو گئے عورتیں بھی مردوں کا ہاتھ بٹانے میں شریک تھی۔ بھینسیں گاؤں کے ایک بڑے تالاب میں نہا رہی تھیں، شہر میں کام کاج کرنے والے اپنی اپنی سواریوں پر شہر کا رخ کئے ہوئے تھے، اسکول کے بچے اپنے بستے گلے میں لٹکائے اسکول کی جانب رواں دواں تھے کہ اسی دوران گاؤں کے کچھ فاصلے پر بچوں کے شور نے پورے گاؤں میں آوازوں کا ایک طوفان برپا

کر دیا، بچوں کا اس قدر شور تھا کہ گھروں سے لوگ باہر آنے پر مجبور ہو گے۔

چوہدری آ گیا، چوہدری آ گیا کے نعروں سے پوری فضاء گونج اٹھی۔ یہ خوش کن آواز کانوں میں پڑتے ہی چوہدری صاحب کا پورا گھرانہ بچوں سمیت باہر کی جانب بھاگ نکلا۔ اچانک وہ کیا دیکھتے ہیں کہ واقعتاً چوہدری صاحب چلے آرہے ہیں۔

مارے خوشی کے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ چوہدری صاحب کے ساتھ ایک بہت بڑا بزرگ سفید کپڑے، سفید داڑھی، سر پر ایک بہت بڑا پگڑا، ہاتھ میں ایک لمبی سی تسبیح پاؤں میں ایک سنہری کھسا پہنے ہلکی چال کے ساتھ چلا آرہا تھا۔ سب بچے روتے اور باپ سے جالپٹ گئے، سب کی آنکھوں میں بے پناہ آنسو تھے جو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

چوہدری صاحب کی آمد کی خبر پوری گاؤں بلکہ شہر تک جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور سب لوگ اپنا کام کاج وہیں پر چھوڑ کر چوہدری صاحب کو ملنے چلے آئے۔ سب حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے چوہدری صاحب کو دیکھتے اور بغل گیر ہو جاتے، لوگ چوہدری صاحب کے ساتھ آئے بزرگ کو دیکھ کر حیران ہوئے جو عمر سے تقریباً سو سال کے لگ بھگ تھا لیکن صحت سے ہٹا کٹا لگ رہا تھا۔

وہ بزرگ کوئی ہوشیار قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا، گھر والوں نے کہا کہ ہمارا تو رو رو کر برا حال ہو چکا تھا آپ اتنے دن کہاں غائب رہے؟ یہ بزرگ کون ہے؟ چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ بزرگ میرے محسن ہیں اور پیر ہیں، رہی بات میں اتنی عرصہ کہاں غائب رہا، وہ کل ایک بھرے مجمع میں اس کی تفصیل بتاؤں گا۔

نماز مغرب کے بعد گاؤں اور شہر میں اعلانات کروائے گئے کہ کل صبح 10 بجے چوہدری خالد آرئیں کی حویلی میں ایک بہت بڑا پروگرام ہے، تمام احباب کو شرکت کی دعوت ہے۔

اگلے دن چوہدری صاحب کی حویلی میں پروگرام کی تیاریاں عروج پر تھی، اسٹیج بن چکا تھا، کرسیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگ چکی تھی۔ ایک کونے میں دیگیں پکائی جارہی تھی حویلی کا تقریباً چار کنال صحن لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسٹیج پر ایک صوفہ پر "چوہدری خالد" اور ساتھ والے صوفے پر وہ بزرگ بھی بڑی سی تسبیح کے منکے گرانے میں مشغول تھے، چوہدری اپنی نشست سے اٹھا اور لوگوں کو مخاطب ہو کے بولا کہ میرے جانثارو! میں کہاں گیا تھا؟ اور میرے ساتھ کیا واقعہ رونما ہوا؟ میں اپنی بیٹی سے ملنے جب بس میں سوار ہو کر جارہا تھا میری خوش قسمتی کہ بس میرے ساتھ والی نشست پر یہ بزرگ تشریف فرما تھے، ان کا میرے ساتھ بیٹھنا میری فیروز بختی کا باعث بن گیا، انہوں نے میرے تو مقدر ہی بدل کر رکھ دیئے انہوں نے مجھے جہنم سے بچالیا۔

دوران سفر انہوں نے بتایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جس مسیح موعود کے نزول کا ذکر کیا ہے وہ مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جس کا ظہور قادیان میں ہوا ہے، اور وہی امام مہدی ہیں، انہوں نے مجھے نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس مسیح موعود اور امام مہدی کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو، یہ مجھے پھر ربوہ لے کر چلے گئے اور پھر میں مسیح موعود کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور پھر تعلیم وتربیت کے لئے ایک مہینہ ربوہ میں رہنا پڑا، تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات میرے ذہن میں راسخ ہو جائے بس پھر میرے لئے تعلیم وتربیت کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔

یہ بزرگ میرے مرشد اور محسن ہیں، میں ساری زندگی ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا، اگر یہ مجھے نہ ملتے تو میری آخرت برباد ہو جاتی اور میں جہنم کا

ایندھن بن جاتا۔

میں نے آج کا یہ پروگرام اس لئے کیا ہے کہ آپ ذرا سوچو، اور میں ان بزرگوں کو اس ضعیف العمری میں تکلیف دے کر اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ مجھے تمہاری آخرت کی بہت فکر ہے۔ کہ تم کہیں جہنم کا ایندھن نہ بن جاؤ۔

آخر تم سب میرے دوست اور عزیز واقارب ہو لہٰذا آج میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ لوگوں کی تڑپ رکھتے ہوئے التماس کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت، مہدویت اور نبوت پر ایمان لے آؤ تاکہ تم جہنم سے بچ جاؤ، اگر کوئی علمی شبہات ہوں تو جوابات کے لئے یہ بزرگ حاضر خدمت ہیں جنہوں نے انہیں آنکھوں سے مرزا{جیسے لعین، مرتد، کذاب} صاحب کی زیارت کی ہیں، اور ان کے ساتھ اپنی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ گزارا ہے اور یہ ان کی نبوت کے عینی شاہد ہیں۔

وہاں کے لوگ اگرچہ غریب تھے، چوہدری کے کئی احسانات بھی ان پر تھے لیکن چوہدری کی اس کفریہ تقریر نے ان کے تن بدن میں آگ لگادی، انہوں نے "چوہدری" پر بہت لعنتیں کی، لیکن گاؤں میں ایک کم ذات غریب حاکم داد جس کو گاؤں کے سارے لوگ کم ذات کی وجہ سے کلام کرنا پسند نہیں کرتے تھے، وہ اٹھا، اپنے پاؤں سے جوتا اتارا اور ایمانی جذبہ کے ساتھ اس بزرگ کے چہرے پر دے مارا پھر سب لوگوں نے فلک شگاف نعرہ تکبیر اللہ اکبر شان مصطفیٰ زندہ باد لگایا، حاکم داد کو خوب داد دی سب نے، لوگوں نے اس بزرگ پر بھی لعن طعن کی اور چوہدری کا مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کر دیا، تو دوسری طرف شہر کے جید علماء نے چوہدری کر مرتد قرار دے دیا، چوہدری کے بیوی بچوں نے اس سے اپنا رشتہ ناتا توڑ دیا اور گھر سے نکال دیا، دوستوں نے اپنے یارانے توڑ لئے وہ لوگ جو کبھی اپنی پلکوں پہ بٹھاتے تھے اب اس سے بات کرنے کو تیار نہیں۔

چوہدری گھر بار چھوڑ کر اپنے مربعوں پر چلا گیا اور وہاں ایک مکان بنا کر قادیانی {لفنڑد} بزرگ کے ساتھ رہنے لگا، وہ صبح وشام اس کی خدمت میں مست رہتا، ٹانگیں دباتا، مالش کرتا، کپڑے بڑی عقیدت سے دھوتا، جوتے پالش کرتا، بازار سے بہترین سے بہترین پھل لاتا، اعلیٰ سے اعلیٰ پکوان پیش کرتا جو شاید کسی رئیس کے دستر خوان پر بھی موجود نہ ہوں، وہ بزرگ بھی کھانوں کو یوں صاف کرتا جیسے "گدھا" چوکر کو صاف کرتا ہے ۔ ایک دن چوہدری نے اس قادیانی کے لئے چار مختلف کھانے پکائے اور پکانے کا حق ادا کر دیا اور قادیانی بزرگ نے کھانے کا حق ادا کر دیا، اس کا پیٹ کا مٹکا منہ تک بھر گیا، بس کچھ دیر کے بعد وہ چارپائی کا مہمان بن گیا۔

رات کے 12 بج چکے تھے کہ سوئی پر سوئی چڑھی ہوئی تھی کہ بزرگ لعنتی پر ہیضے نے حملہ کر دیا بس پھر اس کا وہ حشر ہیضے نے کیا کہ اندر کا مال اوپر نیچے سے باہر آنا شروع ہو گیا، وہ پورے کا پورا اپنے گند میں گھل مل گیا۔ دوسری طرف سے بالکل موت نے حملہ کر کے ابدی نیند سلا دیا اور لقمہ جہنم بنا دیا۔ چوہدری اس کی موت پر خوب رویا، وہ لاش پر بین کر رہا تھا کہ اس کے گویا کہ سارے خاندان کے افراد مر گئے ہوں۔ چوہدری نے جلدی جلدی اس کی غلاظتیں اپنے ہاتھ سے صاف کی اسے غسل دیا اور چار گھوڑا مار کہ بوسکی کا کفن پہنا کر رات کی تاریکی میں گاؤں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔

صبح ہوتے ہی چوہدری صاحب شہر کو نکل گئے وہاں سے پانچ من پھول خرید لایا، اور آکر قبر پر ڈال دیے اور قسما قسم کی عطریات چھڑکیں جس سے پورا قبرستان مہک اٹھا، جب صبح سویرے گاؤں کے چند چرواہے اپنے جانور چراتے ہوئے قبرستان کے پاس سے گزرے تو چوہدری نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی {لعنتی، مرتد، فاسق، کذاب} کے صحابی کی قبر ہے {نعوذ باللہ}

کتنی حسین، دلکش ہے دیکھو اس سے کتنی خوشبوؤں کے قافلے اٹھ کر ہوا میں مجتمع ہو رہے ہیں جتنی اوپر سے خوبصورت اتنی اندر سے بھی خوبصورت ہے جس طرح اوپر سے خوشبو کی ہوائیں اٹھ رہی ہیں اسی طرح یہ قبر کے اندر سے بھی مہک رہی ہے۔

مجھے تو قبر دیکھ کر جنت کی یاد آرہی ہے جس نے دنیا میں جنت دیکھنی ہو تو اس قبر کو دیکھ لو۔ اگر جنت میں جانا چاہتا ہے تو اس صاحب قبر سے رشتہ جوڑ لو۔ چرواہوں نے یہ ساری کہانی گاؤں کے بڑوں کو سنائی، تو شام کو تمام لوگ گاؤں کی مسجد میں جمع ہو گے، امام صاحب کی موجودگی میں فیصلہ کیا گیا کہ ڈپٹی کمشنر شاہد آرئیں کو درخواست دی جائے کہ مذہبی نقطہ نظر سے قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، یہ خبر ارد گرد تمام دیہاتوں بلکہ پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ صبح 10 بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر شاہد آرئیں اپنے پولیس نوجوانوں کے ہمراہ قبرستان پہنچ گئے، شہر کی انتظامیہ کے بڑے افسران بھی آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے شمع ختم نبوت کے پروانوں کا ایک بہت بڑا مجمع جمع ہو چکا تھا کہ ہر طرف سر ہی سر تھے، مرزا قادیانی کا حشر دیکھنے لوگ جمع تھے، دوسری طرف چوہدری لاش وصول کرنے کے لئے کھڑا تھا وہ بیچارہ اب کچھ کر تو سکتا تھا نہیں، وہ غصہ میں پھڑ پھڑاتا ہوا بولا، دیکھنا ابھی میرے مرشد غلام احمد قادیانی کے صحابی کی قبر کھلے گی اور قبر سے ایسی خوشبوئیں نکلیں گے کہ فضائیں معطر ہو جائیں گے۔ خوشبو سے لدی ہوائیں ماحول پر ایک مستی طاری کر دیں گی۔ بدبختو! جنت تمہارے مقدر میں نہیں آج دنیا میں جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر لو۔

جہنمیو! تمہاری آنکھوں کو تو بہشت بریں دیکھنا نہیں آج دنیا میں جنت کا ٹکڑا دیکھ لو، موقع پر موجود تھانیدار، ریاض وٹو نے چوہدری کو خاموش کرتے ہوئے پانچ، چھ چوہڑوں کو قبر کھولنے کا حکم دیا، قبر کے کھولنے کا منظر دیکھنے کے لئے قبر پر لوگ امنڈ

پڑے ارد گرد لوگ درختوں پر چڑھے ہوئے بھی قبر کھولنے کا منظر دیکھ رہے تھے، قبر سے مٹی ہٹانے کا عمل شروع تھا، سامنے اب قبر پر پتھر کی سلیں پڑی تھیں۔

جب پہلی سل ہٹائی تو پھک کر کے بدبو کا ایک ایسا بھبھوکا نکلا کہ لوگوں کے دل و دماغ پھٹنے لگے۔ بدبو کی شدت کی وجہ سے لوگوں کے آنکھوں سے پانی کی سمندر بہنے لگے، سینکڑوں لوگ قے کرنے لگے، لوگ قبر سے کوسوں میل دور بھاگنے لگے، ہر طرف لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے توبہ توبہ کر رہے تھے، کئی لوگ خوف خدا سے گڑگڑا کر رونے لگے، کمزور دل لوگ قبرستان سے بھاگ نکلے۔

چوہدری بھی شدت بدبو سے بے حال تھا بار بار قے کرتا، آنکھوں سے پانی نکل کر رخساروں پر بہہ رہا تھا، شدت بدبو سے ناک پر کپڑا رکھا، شدید بدبو اور تعفن سے چوہڑوں نے لاش نکالنے سے انکار کر دیا۔ جب ڈپٹی کمشنر نے ایک ایک ہزار روپے دینے کا اعلان کیا تو چوہڑے راضی ہو گئے، انہوں نے جب سلیں ہٹائیں تو قبر سے بدبو کے ہولناک طوفان اٹھ رہے تھے، کہ عورتیں بھی اپنے گھروں میں بے حال ہو گئی۔

چوہدری ڈھیٹ بنا قبر کے کنارے کھڑا رہا، اس نے جب قبر کے اندر دیکھا تو پوری قبر انتہائی خوفناک کیڑوں سے بھری پڑی تھی، جو بجلی کی طرف ادھر ادھر بھاگ رہے تھے چوہڑوں نے ہمت کر کے لاش باہر نکالی تو کیڑے نصف لاش ہضم کر چکے تھے، کیڑے لاش کی ناک سے داخل ہو کر منہ کی جانب سے نکل رہے تھے، کیڑوں نے ساری لاش میں اس طرح سوراخ کر رکھے تھے جیسے کسی ماہر کاریگر نے ڈرل مشین سے سوراخ کیے ہوں۔

آدھی سے زیادہ زبان پورے ہونٹ کیڑوں کی غذا بن چکے تھے، اور نسواری دانت باہر کو لٹکے ہوئے تھے، جسم اس طرح سیاہ ہو چکا تھا جیسے گرم سلاخوں

سے داغا ہوا ہو۔ پوری لاش سے انتہائی بدبو اور پانی نچڑ رہا تھا، کیڑوں نے اس مرتد کا حشر ایسا کیا تھا کہ جیسے اس نے چوہدری کی کھانے کے ساتھ کیا {جب کھانا شروع کیا تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا} پھر چوہڑوں نے لاش کو بوری میں بند کر کے تھانیدار کے حوالے کر دیا۔ تھانیدار نے چوہدری سے مخاطب ہو کر بولا یہ لو اپنی امانت جو تم نے جنتی تصور کرتے تھے، لے جاؤ اپنی جنت مسلمانوں کے قبرستان سے اٹھا کر لے جاؤ۔

چوہدری بت بنے ساکت و جامد کھڑا رہا، تھانیدار نے اسے ہلایا بلایا لیکن وہ خاموش رہا، جب تھانیدار نے دوبارہ ہلایا تو وہ دھڑم سے زمین پر گر پڑا۔ وہ حالت سجدہ میں چیخ چیخ کر اپنے خدا {اللہ تعالیٰ} سے اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ ہوا اور معافی مانگ رہا تھا، اس کے پورے بدن پر لرزہ طاری تھا، تھانیدار نے جب بڑی بے دردی سے اسے اٹھایا تو اس کی زبان پر تھا، میرے کریم مالک، تو باپ سے زیادہ کریم ہے، ماں سے زیادہ رحیم ہے میں تیری رحمت پر قربان، آپ نے میری ہدایت بلکہ امت مسلمہ کے لئے بھی کتنا بڑا اسامان کیا اگر میں زندگی کے بقیہ ایام تیری راہ میں سربسجود رہوں تو تیرا حق ادا نہ کر پاؤں گا۔

میں نے تجھ سے بغاوت کی، میں نے تجھ سے جفا کی، لیکن آپ نے اپنا دست کرم مجھ سے نہ کھینچا، میں فاتر العقل قادیانیت کے جہنم میں کود گیا، لیکن تیری رحمت کے ہاتھوں نے مجھے اٹھا کر دوبارہ گلشن اسلام میں پہنچا دیا۔

چوہدری صاحب غضب ناک آنکھوں سے دیکھتا ہوا ہاتھ میں جوتا پکڑا اور قادیانی بزرگ کی لاش پر مارنے شروع کر دیے، ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم پر لاش کتوں کے حوالے کر دی گئی۔ پھر ایک زور دار نعرہ تکبیر اللہ اکبر ختم نبوت زندہ باد شان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زندہ باد سے ہر اطراف گونج اٹھا۔ ایسے بھی لعنتی ہوتے ہیں {قادیانی} تھانیدار یہ کہتا ہوا اپنی فوج کے ہمراہ واپس چل دیا۔

سلطان محمود کا انصاف

اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی

سلطان محمود غزنوی حسبِ معمول دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وزراء و امراء دست بستہ حاضر تھے۔ عام لوگ اپنی اپنی عرضیاں اور شکایات پیش کر رہے تھے، ایک شخص نے آکر عرض کی "حضور! میری شکایت نہایت سنگین ہے اور کچھ اس قسم کی ہے کہ میں اسے بر سرِ دربار سب کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔" سلطان یہ سن کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور سائل کو خلوت خانے میں لے جا کر پوچھا کہ "اب بتاؤ! تمہیں کیا شکایت ہے؟" سائل نے عرض کی "حضور! ایک عرصے سے آپ کے بھانجے نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ مسلح ہو کر میرے مکان پر آتا ہے اور مجھے مار کر باہر نکال دیتا ہے اور خود جبراً میرے گھر میں گھس کر میری اہلیہ کے ساتھ بد تمیزی کرتا ہے۔ غزنی کی کوئی عدالت ایسی نہیں، جس میں؛ میں نے اس ظلم کی فریاد نہ کی ہو لیکن کسی کو انصاف کرنے کی جرأت نہیں ہوئی ہر کوئی آپ کے بھانجے کا سُن کر چپ ہو جاتا ہے۔ جب میں ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو آج مجبوراً جہاں پناہ کی بارگاہِ عالیہ میں انصاف کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ شہنشاہِ عالی کی بے لاگ انصاف پروری، فریاد رسی، اور رعایا سے بے پناہ شفقت پر بھروسہ کر کے میں نے اپنا حال عرض کر دیا ہے۔ خالقِ حقیقی نے آپ کو اپنی مخلوق کا محافظ بنایا ہے۔ قیامت میں رعایا اور کمزوروں پر مظالم کے نتیجے میں آپ خدائے قہار کے روبرو جوابدہ ہوں گے۔ اگر آپ نے میرے ساتھ انصاف کیا تو بہتر ہے ورنہ میں اس معاملے کو منتقم حقیقی کے سپرد کر کے اس کے روبرو عنایت فیصلہ تک انتظار کروں گا۔"

سلطان پر اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار آبدیدہ ہو گئے اور سائل

سے کہا "تم سب سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آئے؟ تم نے ناحق اب تک یہ ظلم کیوں برداشت کیا۔۔؟" سائل نے عرض کیا "حضور! میں کافی عرصے سے اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ کسی طرح بارگاہِ سلطانی تک پہنچ پاؤں مگر دربانوں اور چوبداروں کی قدغن نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ آج بھی کس تدبیر سے یہاں تک پہنچا ہوں۔ مجھ جیسے غریبوں اور مظلوموں کو یہ بات کہاں نصیب ہے کہ جب چاہیں بے دھڑک دربارِ سلطانی میں حاضر ہو جائیں اور سلطان کو اپنے دردِ دل کی کہانی سنا سکیں۔" سلطان نے سائل کو اطمینان اور دلاسہ دے کر تاکید کی کہ "اس ملاقات اور گفتگو کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور جس وقت بھی وہ شخص تمہارے گھر آئے اُسی وقت مجھے اس کی اطلاع کر دینا۔ میں اس کو ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ آئندہ دوسروں کو ایسے مظالم کرنے کی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔" سائل نے عرض کیا "حضور! مجھ جیسے بے کس و بے یار و مددگار کے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکے گا کہ جب چاہوں بلا کسی مزاحمت کے خدمتِ سلطانی میں حاضر ہو جاؤں اور مطلع کر سکوں۔" سلطان نے یہ سن کر دربانوں کو طلب کیا اور سائل کو ان سے روشناس کرا کے حکم دیا۔ "یہ شخص جس وقت بھی آئے ہمارے پاس پہنچا دیا جائے اور کسی طرح کی مزاحمت نہ کی جائے۔"

اِس ملاقات کے بعد دو راتیں گزر گئیں مگر سائل نہ آیا۔ سلطان کو تشویش ہوئی کہ نہ معلوم غریب مظلوم کو کیا حادثہ پیش آیا۔ وہ اسی فکر میں پریشان تھے کہ تیسری رات کو سائل دوڑتا ہوا آستانہ شاہی پر پہنچا۔ اطلاع ملتے ہی سلطان فی الفور باہر نکلے اور سائل کے ہمراہ اس کے گھر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو سائل نے انہیں بتلایا تھا۔ کمرے میں شمع جل رہی تھی۔ سلطان نے شمع گل کر دی اور خود خنجر نکال کر اُس بدکردار کا سر اڑا دیا۔ اس کے بعد شمع روشن کرائی مقتول کا چہرہ دیکھ کر بے ساختہ سلطان کی زبان سے نکلا "الحمدللہ" اور پھر سائل سے کہا کہ پانی لاؤ۔

سائل جلدی سے پانی لایا تو سلطان نے پانی پی کر سائل سے کہا کہ اب تم اطمینان سے اپنے گھر میں آرام کرو۔ اب تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ میری وجہ سے اب تک تم پر جو مظالم ہوئے خدا کے لیے انہیں معاف کر دو۔" یہ کہہ کر سلطانِ عالی وقار رخصت ہونا ہی چاہتے تھا کہ سائل نے دامن پکڑ کر عرض کیا "جناب حضورِ والا! آپ نے جس طرح ایک مظلوم کے ساتھ انصاف فرمایا حتیٰ کہ اپنی قرابت داری وخون کا بھی خیال نہ کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور اجرِ عظیم عنایت فرمائے۔ اگر اجازت مرحمت فرمائی جائے تو ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ نے پہلے شمع گل کی اور پھر روشن کرا کر مقتول کا سر دیکھ کر "الحمدللہ" فرمایا اور اس کے فوراً بعد پانی طلب فرمایا اس کا کیا سبب تھا؟" سلطان نے ہر چند ٹالنا چاہا مگر سائل کے اصرار پر اسے بتلانا ہی پڑا! سلطان محمود غزنوی نے جو تاریخی جملے بولے آپ بھی پڑھیے اور سوچیے کہ عدل وانصاف کے ترازو پر فیصلے کرنے والے لوگ اب کہاں چلے گئے؟ "شمع گل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مبادا روشنی میں اس کا چہرہ دیکھ کر بہن کے خون کی محبت مجھے سزا دینے سے باز رکھے اور "الحمدللہ" کہنے کا سبب یہ تھا کہ مقتول اپنے آپ کو میرا بھانجا بتا کر تمہیں شاہی تعلق سے مرعوب کر کے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے کے لیے راستہ صاف رکھنا چاہتا تھا۔ خداوندِ کریم کا ہزار ہا شکر ہے کہ محمود غزنوی کے رشتے داروں کا اس شرمناک بے ہودگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ شخص میرا بھانجا تو کیا میرا رشتہ دار بھی نہیں ہے اور پانی مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ جب سے تم نے اپنا واقعہ سنایا تھا میں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک تمہارا انصاف نہ کر لوں گا آب و دانہ مجھ پر حرام ہے۔ اب چونکہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا تھا اور مجھ پر پیاس کا شدید غلبہ تھا اس لیے میں پانی مانگنے پر مجبور ہو گیا۔" یہ کہہ کر سلطان محمود غزنوی اس کے گھر سے نکل آئے اور اپنے اِس انصاف سے تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رقم ہو گئے۔

برسات میں جلتے گھر

معظمہ کنول

میاں بیوی کی چپقلش گھر کو جہنم بنا دیتی ہے جس میں وہ خود بھی جلتے ہیں اور اولاد کو بھی جلاتے ہیں.. یہ تو دُنیا کی سزا ہوئی آخرت کی سزا ابھی سر پر ہے۔

گھر کا سکون برباد کرنے میں قصور کبھی مرد کا ہوتا ہے کبھی عورت کا اور کبھی دونوں کا.. جب دونوں کے درمیان اَن بن ہوتی ہے تو ہر ایک اپنے کو مظلوم اور دُوسرے کو ظالم سمجھتا ہے.. گھر کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک دُوسرے کے حقوق ادا کرے، خوش خلقی کا معاملہ کرے ، نرمی اور شیریں زبان اختیار کرے اور اگر کوئی ناگوار بات پیش آئے تو اس کو برداشت کرے۔

اگر بیوی مذہب کی طرف راغب ہوئی ہے تو گھر گرہستی کو عیب سمجھتی ہے، شوہر کے حقوق سے لاپرواہ ہو گئی ہے، اپنی ذات کو بھی بھول گئی ہے، نہ میک اپ نہ کپڑوں کا خیال، نہ ہنسی مذاق، بس ہر وقت سوچوں میں ڈوبی کہ مرنا ہے، ہائے مرنا ہے، کدھر جاؤں گی میرا کیا بنے گا؟ پورا گھر موت کے سناٹے میں ڈوبا ہے یا وظائف کی سرگوشیاں ہر کمرے میں ایک مصلیٰ بچھا ہے جس پر تسبیح اور اذکار کی کتاب رکھی ہے زیادہ سے زیادہ نوافل، وظائف، منزلیں پڑھ پڑھ کے اپنی حقیقی منزل کھو بیٹھی ہے، اور پوچھنے پھر یہی آتی ہے کہ اگر کوئی کسر رہ گئی ہے تو وہ وظیفے سے پوری کی جائے۔

میرا مشورہ ان کو یہی ہوتا ہے کہ نماز اور فرض روزوں کا اہتمام کرو اور اپنے شوہر کے ارد گرد رہا کرو یہ مٹی کا مادھو بڑی چیز ہے، تیری جنت اس کی خوشی میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے، جو عورت عصمت کی حفاظت کرتی ہے، فرائض کا اہتمام کرتی ہے اور اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے، وہ اگر اس حال میں مر

جائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو اسے کہا جائے گا جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے!

مگر میرا یہ کہنا کوئی خاص فرق اس لئے نہیں ڈالتا کہ اس کا تعلق عمل کے ساتھ ہے اور عمل کا تعلق اس سافٹ ویئر کے ساتھ ہے جو ہمارے دل و دماغ میں انسٹال ہے! وہ خطرناک سافٹ ویئر نیک بندے یا ولی اللہ کا تصور ہے، ہم جس مذہب سے بدل کر نئے مذہب میں آئے ہیں، افسوس یہ ہے کہ یہاں بھی ایک مذہبی اور خدا ترس شخص کے بارے میں تصور سو فیصد وہی ہے، کسی بھی ڈرامے یا فلم میں آپ دیکھ لیں ہندو سادھو اور ہمارے فلمی ولی اللہ میں ایک منکے کا بھی فرق نہیں ہو گا۔

کٹے پھٹے کپڑے، سر اور داڑھی کے بے ہنگم بڑھے ہوئے بال، ہاتھ میں کشکول، گلے میں مالاؤں کی لمبی قطار ہاتھ رنگ برنگے پتھروں والی انگوٹھیوں سے مزین، الغرض جو ہمارے اجداد نے ہندوازم میں نیک انسان کا روپ دیکھا تھا وہی اسلام میں بھی تخلیق کر لیا، عورت جب نیک ہوئی یا اسے نیکی کا دورہ پڑا تو اسے اپنی ازدواجی زندگی پر پچھتاوہ آیا کہ وہ کس گند میں پڑ گئی ہے، جس کا مداوا وہ نوافل کی زیادتی اور جھوٹ موٹ کے عاملین کے بتائے ہوئے وظائف کی کثرت سے کرتی ہے، جس کے نتیجے میں شوہر کے دل میں مذہب کے بارے میں ایک ری ایکشن پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو اس سے اس کی بیوی چھینے لئے جا رہا ہے وہ اسے دین نہیں بلکہ آسیب سمجھتا ہے جو اس کی بیوی پر آ گیا ہے۔

بیوی کا رویہ سرد مہری میں تبدیل ہوتا جاتا ہے، وہ ہنستی نہیں کہ اس کی ہنسی کہیں شوہر کے رومانوی جذبے کو ایکٹیویٹ نہ کر دے، وہ شوہر کو دور رکھنے کے لئے نماز لمبی کر دیتی ہے کہ شوہر سو جائے، وہ دن کو روزہ رکھتی ہے کہ شوہر مجبور نہ کر سکے اور شوہر پر یہ ستم کرنے کے بعد وہ یہ توقع بھی رکھتی ہے کہ شوہر اس کے پاؤں دھو کر بھی

پیے کیونکہ وہ رابعہ بصریہ بن گئی ہے، جبکہ شوہر اس سے اور اس کی دینداری سے نفرت کرتا ہے، بچے بھی گھر کے افسردہ ماحول سے متأثر ہوتے ہیں، چند سال میں وہ گھرانہ بکھر کر رہ جاتا ہے، طلاق ہو جاتی ہے یا شوہر دوسری شادی کر لیتا ہے کیونکہ اسے ہنسنے کھیلنے والی بیوی چاہئے مائی طوطی نہیں چاہیے ایسی ضرورت سے زیادہ نیک عورت کا شوہر کسی بھی عورت کی صرف ایک مسکراہٹ کی مار ہوتا ہے، اسے خوبصورتی سے بھی کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا،، عموماً خوبصورتی پہلی شادی میں اہم فیکٹر ہوتی ہے، دوسری شادی میں دیگر عوامل کو اہمیت اور اولیت حاصل ہوتی ہے۔

عام طور پر دوسری عورت پہلی عورت سے کم خوبصورت ہوتی ہے اور ساری عورتیں تبصرے کرتی پھرتی ہیں: ہائے یہ کیا؟ اتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے یہ دوسری چڑیل کیوں لے آیا ہے، جوتا جس کو چبھتا ہے اسی کو پتہ ہوتا ہے کہ خوبصورتی کہاں کاٹ رہی ہے، پہلی بیوی بھی اب کہتی پھرتی ہے مجھ میں کیا کمی تھی نیک پاک خوبصورت اللہ سے ڈرنے والی چھوڑ کر دوسری کیوں لے آیا ہے؟

انسان ایک وقت صرف ماں کے خون پر جیتا ہے اس کا اپنا منہ بند ہوتا ہے، پھر ماں کے دودھ پر پھر نرم غذا پر، پھر ٹھوس غذا پر۔ اسی طرح جوں جوں انسان سماج میں بڑا ہوتا ہے، ذمہ داریاں بھی نرم سے ٹھوس ہوتی جاتی ہیں، عورت کا گھر گرہستی کرنا دین کا تقاضہ اور اللہ کی طرف سے ڈالی گئی ذمہ داری ہے کوئی بے دینی نہیں کہ جس پر پچھتایا جائے اور ڈیپریشن کا شکار ہوا جائے، ازدواجی تعلق کوئی گناہ نہیں دینی فرائض میں سے اہم فریضہ ہے، اس کا اجر نوافل سے بڑھ کر ہے، عورت نفل نماز اور نفلی روزہ شوہر کا موڈ پوچھ کر رکھ سکتی ہے، اگر اس کا پروگرام کوئی اور ہے تو باقی سارے پروگرام منسوخ، اس عورت پر اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے جو ضرورت کے وقت شوہر کو بلا شرعی عذر "انکار" کر دے۔

جمعے کے دن اس بات کا خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ جنسی طور پر دونوں میاں بیوی مطمئن ہوں من غسل واغتسل کا اشارہ اسی طرف کیا گیا ہے، بچوں اور شوہر کی ذمہ داریوں کی وجہ سے عورت کو جمعہ اور جماعت سے چھٹی دی گئی ہے، اس کا تنور پر روٹیاں پکانا، اس کا جمعہ ہے، اپنی ظہر پڑھ لے ۔ عورت اپنے ڈیپریشن سے نکلے، گھریلو ذمہ داریوں کو خدا سے دوری نہ سمجھے اور اس کا حل جھوٹے عاملوں کے بتائے ہوئے وظیفوں میں نہ ڈھونڈے، اس کا علاج اس کے اپنے بچوں میں ہے، ان سے ترشی سے پیش نہ آئے، وہ اس کی ذمہ داری ہیں جن کے بارے میں اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا، دل میں زنگ نہیں لگا بلکہ شک کا مرض لگ گیا، اللہ کا ذکر نماز کی صورت میں ظاہر میں موجود ہے اور دل میں وہ کام کاج کرتے وہ ہر وقت چلتا رہتا ہے، جہاں کمی ہے اسے پورا کرو، نوافل کی کثرت اس کمی کو پورا نہیں کر سکتی، تمہارے یہ ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں۔ اس ہنسی سے اللہ خوش ہوتا ہے، ناراض نہیں ہوتا،!

کامیابی کا راز

امت مسلمہ کے انفرادی واجتماعی مسائل اور ان کا حل

محمد جنید حنفی، کراچی

جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ جب اللہ کا کوئی بندہ گناہ کرنے جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے سامنے ایسی رکاوٹیں ڈالتا ہے جس سے وہ بندہ گناہ سے رک جاتا ہے تو مجھے اللہ کی محبت کا اندازہ بہت زیادہ ہوا۔ اور پھر مجھے اللہ کے ایک صفاتی نام کا معنی معلوم ہوا تو اس کی محبت کا مجھے مزید اندازہ ہوا وہ نام "حنان" ہے یعنی حنان وہ ذات ہے کہ جس سے بندہ روٹھنا چاہے تو وہ روٹھنے نہ دیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تمام رشتے فانی ہوتے ہیں لیکن تعلق مع اللہ ہمیشہ کا تعلق ہے وہ بڑی کریم ذات ہے کہ انہوں نے انسان کو اپنے اہل وعیال سے پیار ومحبت پر کوئی قید وبند نہیں لگائی۔ اولاد سے محبت منع نہیں ماں باپ سے محبت کو عظیم ثواب کے زمرے میں ڈالا ہے۔ بھائیوں سے محبت کو اعلیٰ حقوق میں شمار کیا ہے بیوی سے محبت کو اعلی اخلاق میں شمار کیا ہے۔ بس پابندی جو لگائی ہے وہ اس ضمن میں کہ یہ ان کی یاد سے غفلت کا سبب نہ بنے ماں کے قدموں میں جنت ہے تو باپ کی رضا میں اللہ کی رضا ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ والدین کی ایسی بات قطعاً نہیں مانی جائیگی جو شریعت کے خلاف ہو۔

اللہ کی طرف سے اتنی محبت اپنے بندوں کے ساتھ جس کی کوئی انتہا نہیں ہزار غلطیوں کے باوجود وہ ہمارے عیوب پر پردہ کرتے ہیں ہزار غلطیوں کے باوجود وہ پکڑ نہیں فرماتے ہزار غلطیوں کے باوجود وہ مہربانی والا معاملہ فرماتے ہیں ہمیشہ کی کوتاہیوں کے باوجود وہ رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں ایک ہم ہیں کہ سمجھتے نہیں اس کی

رحمتوں مہربانیوں کا اُلٹا فائدہ لے رہے ہیں۔ نافرمانیوں کا نقصان ہمارا اپنا ہی تو ہے اللہ ہمیں انتہائی محبت میں یوں کہتے ہیں کہ تو اگر میرا نہیں بنتا تو اپنا تو بن اے انسان کس چیز نے تجھے میری محبت اور میرے ساتھ تعلق سے روک دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے مسلمانوں کی کامیابی کس چیز میں پنہاں ہے اور ہم کس جانب رواں دواں ہیں یہ بات اٹل ہے کہ جسے اللہ ملا انہیں سب کچھ ملا اور جسے اللہ نہ ملا اُسے کچھ نہ ملا۔

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا واقعہ تو سنا ہو گا کہ وزرا ہیرے کی قدر تو جانتے تھے مگر سلطان کے حکم کی اُسے کوئی پرواہ نہ تھی لیکن ایاز ان میں ایسا وزیر تھا کہ بادشاہ کے حکم کے سامنے ہیرے کی کوئی قدر نہ تھی آج کل ہم بھی کچھ یوں چل رہے ہیں کہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کی قدر و منزلت تو ہماری نظروں میں ہے لیکن اللہ کے احکام کی کوئی پرواہ نہیں یہ بات اٹل ہے کہ تمام رشتے تمام رونقیں تمام لذتیں فناء ہو جائیں گی لیکن ایک اللہ کی ذات ہو گی جو باقی رہے گی ایک اللہ کی محبت باقی رہے گی، ہم پریشان حال ہیں اور اپنی پریشانیوں کا حل ڈھونڈتے ہیں ہر پریشانی کا حل اللہ کے پاس ہے اللہ کو پالو اللہ کو اپنا بنالو سب پریشانیاں حل ہو جائیں گی ہر مقصد پورا ہو گا۔

بڑے دکھ اور تعجب کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر بھی ہم ذلیل و رسوا ہیں بے چین ہیں پریشان حال ہیں بے اطمینان ہیں خوف و خطر اور فقر و فاقہ اور تنگدستی میں مبتلا ہیں معیشت ہماری خراب ہے اولاد ہماری نافرمان ہے کفار کے ہاتھوں ہم مظلوم ہیں زمین ہم پر تنگ ہے امن و سکون ہم سے رخصت ہے کام ہمارے بگڑ رہے ہیں بے سہارا ہم ہیں قتل و غارت کا بازار ہمارے ہاں گرم ہیں فتنے پھوٹ رہے ہیں انفرادی اجتماعی مسائل کا شکار ہیں گھریلو مسائل الگ ہیں رزق و کاروبار میں برکت نہیں ہے بیماریاں ہمارے ہاں زوروں پر ہیں غرض سینکڑوں مسائل کے شکار ہو چکے ہیں۔

ہم ان تمام مسائل کے حل کے تلاش میں ہیں لیکن کوئی حل نہیں نکلتا مسلمان بدستور پریشان ہوتے جارہے ہیں کوئی کمی نہیں ہورہی ہاں مسائل دن بدن زیادہ ہورہے ہیں تو کیا کیا جائے کوئی حل تو ہوگا اور ایسا کوئی بندہ نہیں ہوگا جو اپنی پریشانیوں کا حل نہ چاہتا ہوگا لیکن حل کرے تو کیسے حل کرے کوئی راستہ تو ہو۔ لیکن دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اول تو معلوم نہیں لیکن جس کو معلوم ہوا تو وہ اس میں سنجیدہ نہیں یا تو ایمانی پیمانہ اتنا کمزور اور ضعیف ہوگیا کہ اسے اعتماد اور اطمینان نہیں کہ اس طریقے سے ہمارے مسائل حل ہونگے۔ ہاں کوئی مانے یا نہ مانے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن یہ حقیقت ہے کہ دلوں کا چین و اطمینان اللہ کے ساتھ تعلق میں ہے۔ دنیا و آخرت کا سکون اللہ کے ساتھ دوستی میں ہے اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے سے سکون ہی سکون ملے گا کھانے میں مزا آئے گا نیند میں راحت محسوس ہوگی اپنوں کیساتھ محبت میں اضافہ ہوگا مال کمانے اور خرچ کرنے میں خوشی محسوس ہوگی غرض زندگی کا ہر شعبہ صحیح ڈگر پر آئے گا پوری پٹری صحیح ہوگی اور زندگی کی ریل گاڑی اپنی منزل کی جانب صحیح وسلامت رواں دواں ہوگی "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

ماضی میں مسلمانوں میں ایک خوبی موجود تھی کہ جتنے زیادہ ایک جگہ جمع ہوتے تھے اتنے ہی خوش ہوتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد بھی رہتے تھے خود بھوک کی حالت میں گزارتے لیکن اپنے پڑوسی کو کھلاتے آج حالت اسکے برعکس ہوگئی ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کے قریب بھی نہیں ہورہے ایک دوسرے سے دور بھاگ رہے ہیں جب ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں تو رحمت کے بجائے ایک دوسرے کیلئے زحمت بن جاتے ہیں کوئی امریکہ بھاگ رہا ہے تو کوئی برطانیہ اور فرانس۔ اور کہتے ہیں اس سے تو وہاں اچھے ہیں حالانکہ یہ ذلت کی وجہ ہے اور ایک جگہ

جب جمع ہوتے ہیں تو آپس میں ہمدردی کے بجائے ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں ایک دوسرے کی غیبت، چغلی، بغض، حسد، کینہ، ناچاقی، اور بدگمانی شروع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہو جاتے ہیں پھر اغیار کے ہاں بھی قدر و منزلت نہیں رہتی تو ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برے گمانوں سے بچو کیونکہ گمان جھوٹی بات ہے (بخاری) حضرت ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے (شعب الایمان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی غیبت کبھی بھی نہ کرو اور مسلمان کی عیب کو تلاش بھی نہ کرو (سنن ابی داود)

بے چینی اور پریشانی کا حل کیا ہے؟

سورۃ بقرہ میں ہے۔ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا۔

اب دیکھا جائے کہ آج یہ بے چینی اور پریشانی بے اطمینانی کیوں ہے تو اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے اپنے خالق و مالک سے منہ موڑ لیا ہے بس ہر کوئی غرور و کبر میں مبتلا ہو گیا ہے اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر اللہ کو ہم یاد کرتے تو وہ بھی ہمیں یاد کرتا اور جسے اللہ یاد رکھے تو وہ بے چین پریشان، بے اطمینان کیوں ہو گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غار ثور میں گھبراہٹ بے چینی بے اطمینانی اور پریشانی کا ذکر کیا تو جواب میں میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لاتحزن ان اللہ معنا" کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ کو یاد کرو گے تو اللہ تمہیں یاد کرے گا پھر دنیا کی کوئی طاقت صاحب

ذکر آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ دن تو کیا پورا پورا مہینہ اور سالوں گزر جاتے ہیں ہم اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے ظاہر ہے کہ پھر بے چینی اور پریشانی تو ہو گی۔

ہمارے بزرگوں نے بہت بہترین طریقہ بتایا ہے صبح وشام مسنون دعاؤں کے ساتھ ساتھ صبح وشام تین تسبیحات کا معمول بنالیا جائے تیسرا کلمہ 100 مرتبہ درود شریف سو100 مرتبہ اور استغفار سو100 مرتبہ ورد کیا جائے ذکر کے جو برکات ہیں اور ذکر سے جو ثواب ملے گا اس معمول سے وہ بندہ انہی میں شمار ہو گا تیسرے کلمہ کے فضائل وفوائد بہت زیادہ ہیں۔ درود شریف کے پڑھنے والے پر اللہ کی خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں جہاں استغفار کی کثرت ہوتی ہو وہاں عذاب نہیں ہوتا اور ان کے مال اولاد میں برکت ہوتی ہے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

خوف وخطر نے آج کے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے وہ تو صحابہ تھے کہ شیر کو کان سے پکڑ کر بھگاتے تھے جنگل کے جانوروں کو وارننگ دیتے تھے تو جنگل چھوڑ جاتے تھے کفار کو تنبیہ کرتے تو کیا مجال تھی کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھ پاتے جس راستے سے وہ گزر جاتے وہاں سے شیطان نہ گزر سکتا تھا سنسان جنگلوں ویران وادیوں میں اکیلے رات گزارتے نہ کوئی خوف ہوتا تھا اور نہ خطرہ۔ وجہ یہ تھی کہ وہ صرف ایک اللہ سے ڈرتے تھے اس لئے ان کو اور مخلوق سے نہ ڈر تھا نہ خطرہ۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے تمام مخلوق ڈرتی ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کو ہر چیز سے ڈر لگتا ہے لہٰذا اللہ سے ڈرو انہوں نے جس چیز سے منع کیا ہے ان سے دور رہو اور جس چیز کا حکم دیا ہے انہیں بجالاؤ۔

سورۃ توبہ میں ہے: اور جان رکھو کہ خدا پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

آج معاشرے کو دیکھا جائے تو جتنا ایک بندہ فقر وفاقہ اور تنگدستی سے ڈرتا ہے اتنا کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتا اگر اتنا خوف رزق کے بجائے رازق سے کیا جائے تو ہماری تنگدستی فقر فاقہ بہت دور چلا جائے گا۔ سورہ الطلاق میں ہے کہ ''اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کیلئے (رنج و محن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو (جالندھریؒ) الحبائک فی اخبار الملائک جس کا ترجمہ فرشتوں کے عجیب حالات کے نام سے کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ اللہ کے بعد انسان کے موت کا علم مخلوق میں سب سے پہلے رزق کے فرشتے کو ہوتا ہے کیونکہ ان کو بتایا جاتا ہے کہ فلاں بندے کا شام سے رزق بند ہے کیونکہ اس کا وقت ظہر کو پورا ہو گا تو لہذا اسکے شام کے رزق کا بندوبست نہ کرنا۔ اس لئے جب تک بندہ زندہ ہے رازق اس کو رزق دے گا اس لئے رزق کی فکر مت کریں رازق کو راضی کریں۔ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اکرام واعزاز فرماتے ہیں ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے آخر تک۔ (بحوالہ فضائل نماز)

اللہ اپنے دوست مقربین بندوں کی ہی نہیں بلکہ ان کی آل واولاد کے رزق اور مال کی بھی حفاظت فرماتے ہیں جیسا کہ دو یتیموں کا قصہ سورہ کہف میں مذکور ہے کہ ان کے خزانے کی حفاظت اسلئے کی گئی کہ ان کے والد نیک صالح آدمی تھے ''وکان ابو ھما صالحا'' (سورہ کہف)

رزق کے معاملے کے علاوہ ہماری مسلمانوں کی اجتماعی معیشت کا کیا حال ہے وہ ہر مسلمان جانتا ہے دیکھا جائے تو امت مسلمہ کی معیشت کا برا حال ہے چاہئے تھا کہ اس دلدل سے نکل جاتے لیکن دن بدن پھنستے جا رہے ہیں اور پھر افسوس کی حد یہ

ہوگئی کہ جو صورت نکلنے کا ہے خلاصی کا ہے معیشت کی بہتری کا ہے اس کو اختیار کرنے کے بجائے اس پر عمل پیرا ہیں جو سنگین ہے اغیار سے قرضے لیتے ہیں پھر اس کی مد میں سود بھی لگتا ہے کبھی کبھی نوبت بھیک کی بھی آجاتی ہے اب جو بھیک مانگتا ہے اللہ اس کو اور بھی محتاج بناتے ہیں اور سود کا معاملہ تو کسی سے اخفاء نہیں کہ سود سے مال گٹتا ہے اور اپنے خالق ،مالک ورازق سے جنگ کرنا ہے اب یہ صورت رہے گی تو کس بناء پر ہماری معیشت درست ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ حالات دن بدن ابتر ہوتے چلے جائیں گے مسائل مزید سنگین ہونگے ،حالانکہ معیشت کا مضبوط ہونا مسلمانوں کے لئے بہت ضروری ہے جبکہ وہ ایمان اخلاص بھی نہیں کہ پیٹ پر پتھر باندھے جائیں ایک دو وقت کا کھانا نہ ملے تو ہماری برداشت پھر ناقابل برداشت ہو جاتی ہے بعض مواقع پر یہی فقر بندے کو کفر پر لے جاتی ہے اس لئے امت کو فقر سے پناہ کی تلقین کی گئی ہے یہ اتنا اہم مسئلہ ہے ،اب اگر یہ اتنا اہم ہے تو کیا کیا جائے کون سی صورت اپنالی جائے جواب یہی بلکہ صرف یہی جواب ملے گا کہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ضروری اور رائج شدہ ذرائعوں کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ رازق سے دوستی کرنی پڑے گی جو ہمارا رب ہے جو ہمیں ماں کے پیٹ میں بھی کھلاتے ہیں اور جو دنیا میں بھی ہماری معیشت کو سنبھالنے والا ہے اور جو عالم آخرت میں بھی ہماری بہترین مہمان نوازی کرینگے ،اور اگر اللہ سے منہ موڑا اس کی دوستی سے اعراض کیا تو معاملہ بگڑتا چلا جائے گا ،سورہ طٰہٰ میں ہے کہ "ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکاونحشره یوم القیامة اعمیٰ" اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

یہ بہت بڑی ناگہانی پریشانی ہے اس شخص کیلئے جس کی اولاد نافرمان ہو اولاد

بہت بڑی نعمت ہے لیکن اگر نافرمان ہوگئی تو بہت بڑی مصیبت ہے اولاد نافرمان کیوں ہوتی ہے اس جواب کے تقریباً تمام والدین متلاشی ہوتے ہیں، ہم اگر اللہ کے نافرمان رہیں گے تو اولاد ہماری نافرمان رہے گی، ہم اولاد سے شکوہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے میری یہ بات نہیں مانی حالانکہ ہم اللہ کے بندے ہو کر اس کی کتنی نافرمانیاں کرتے ہیں نماز کی مثال لیجئے پہلے تو پڑھتے نہیں اگر پڑھتے ہیں تو اپنی مرضی کے اوقات میں پڑھتے ہیں اذان ہوگئی لیکن جماعت کی فکر نہیں اس طرح بقایا احکام کو بھی دیکھ لیں اگر چاہتے ہو کہ اولاد نافرمان نہ ہو تو اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ اگر اولاد دینے والا اللہ ہے تو فرماں بردار بنانے والا بھی اللہ ہے اس لئے اللہ کے فرماں بردار بن جاؤ اولاد تمہاری فرماں بردار بن جائیگی۔ سورۃ مریم میں حضرت یحیی علیہ السلام کی پرہیز گاری کا ذکر ہوا ہے کہ "پھر وہ (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارے سے کہا کہ صبح وشام (خدا کو) یاد کرتے رہو۔ اے یحیی (ہماری) کتاب کو زور سے پکڑے رہو، اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں دانائی عطا فرمائی تھی، اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی دی تھی اور وہ پرہیز گار تھے۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور نافرمان نہیں تھے۔

مسلمان کفار کے ہاتھوں مظلوم کیوں ہیں؟

جب مسلمانوں کی توجہ اللہ سے ہٹ جاتی ہے اپنی مرضی کی جیتے ہیں تو یہ حالات آتے ہیں کفار اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور زمین اس پر تنگ کر دیجاتی ہے۔ سورہ توبہ میں ہے کہ "اور (جنگ) حنین کے دن جبکہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی، اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے۔

یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ معاملہ تھا ہماری حیثیت تو بہت ہی کم ہے بلکہ ہمارا حال تو بہت برا ہے۔ اس لئے اللہ سے تعلق جوڑنے میں مسلمان پھر سے عروج کا وقت دیکھ سکیں گے۔

امن وسکون چاہئے تو اس کو کیسے پائیں گے؟ تو اس کا جواب قرآن سے پوچھتے ہیں۔ سورہ ابراھیم میں ابراھیم علیہ السلام کی دعا مذکور ہے کہ "اور جب ابراھیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کیلئے) امن کی جگہ بنادے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ۔

بڑا صاف اور واضح اشارہ ہے وہ یوں کہ پہلے امن کی دعا مانگی گئی پھر اس کے بعد اس چیز سے پناہ مانگی گئی کہ اللہ سے تعلق کٹ جائے یعنی امن چاہتے ہو تو اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنا ہو گا۔ سکون کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے، جنگ حنین میں جب کفار کی طرف سے ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رجوع الی اللہ کیا، جب اللہ کی طرف توجہ کی پھر کیا ہوا اس کے بارے میں قرآن مجید سورہ توبہ میں ہے کہ "پھر خدا نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔

آج اگر دیکھا جائے تو حالات ہمارے خلاف چل رہے ہیں ہمارے کام بگڑ رہے ہیں چاہے وہ جیسے بھی کام ہو چھوٹے ہو بڑے ہوں بالکل برعکس حالات ہے کوئی کام شروع کریں تو پایہ تکمیل کو پہنچنے سے پہلے ہی ادھورے رہ جاتے ہیں، پرانے زمانے میں جب کسی کا گھوڑا یا اونٹ نافرمان ہوتا تھا تو فوراً اعمال کی طرف متوجہ ہوتے تھے کہ اللہ سے شاید بے رخی ہو گئی ہے اعمال میں کوئی کمی ہو گئی ہے اللہ کی یاد سے غفلت ہو گئی ہے تو وہ لوگ اللہ سے دوستی کی تجدید کرتے تھے اُس تعلق میں کمی کو پورا کرتے تھے کسی کا گدھا راستے میں مر جاتا تو فوراً اللہ کو یاد کر کے اللہ سے مانگتے تھے اس کی مانگ

اوراس کی دوستی بھی ایسے نہ تھی جیسے ہماری دوستی ہے کہ اللہ کی یاد سے اعراض ہے لیکن جب ضرورت پڑ گئی تو اللہ کو یاد کیا ایسے میں وہ فریاد قبول نہیں ہوتی تو ہم اُلٹا شکوہ بھی اللہ سے کرتے ہیں کہ اللہ تو ہمارا سنتا ہی نہیں ہماری فریاد و دعاؤں کو قبول بھی نہیں کرتا، حالانکہ سوچ اور فکر کی بات ہے کہ مہینے اور سالوں سال کے بعد جب کوئی بندہ ضرورت کے وقت اتنے عرصے کے بعد اللہ کو یاد کرتا ہے تو فرشتے تو کہینگے کہ یہ آواز تو اجنبی بندے کی ہے کہ اس سے پہلے سننے میں نہیں آئی تو وہ ایسی غیر جانی پہچانی آواز کو کیا توجہ دیں گے ؟

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کو صبح وشام یاد کیا جائے اُسے پکارا جائے اعمال کا اہتمام کیا جائے احکام خداوندی اور اطاعت خداوندی میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے اللہ سے تعلق مضبوط کیا جائے تاکہ جو فرشتے اللہ نے بندوں کی دعاؤں پر مقرر کیے ہیں ان سے جان پہچان ہو جائے اور اللہ کی نظروں میں محبوب بن جائیں تو ایسے میں ہماری فریاد کو سنا بھی جائے گا توجہ بھی دی جائے گی اور اس فریاد وپکار کو قبولیت دیکر ضروریات کو پورا بھی کیا جائے گا تو پھر ہم اپنے بگڑے ہوئے کام کو بھی صحیح کر سکتے ہیں حالات ہمارے لئے ساز گار ہو جائیں گے ہمارے کام و منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچ پائینگے بارشیں وقت پر ہوں گی کوئی پریشانی نہیں ہو گی ٹینشن ختم ہو جائیں گے۔ خوشحالی ہو گی۔ پھر مسلمان یوں بے سہارا نہیں ہوں گے۔

مسلمان جب اللہ سے کٹ جاتا ہے تو دل کالا پڑ جاتا ہے سفاکی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے ظلم عام ہو جاتا ہے رحم کا مادہ ہی ختم ہو جاتا ہے جب رحیم سے واسطہ ختم ہوتا ہے نرمی کا دور دور تک نام ونشان ہی نہیں رہتا لوگ سخت دل ہو جاتے ہیں دوسروں کا غم وتڑپ ختم ہوتا ہے مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے بات بات پر لڑائی جھگڑے عام ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان کیلئے درندہ بن جاتا ہے اس کا

خون ان کیلئے انتہائی سستا پڑتا ہے پھر قتل وغارت کا بازار یوں گرم ہو جاتا ہے کہ جیسے یہ بہت بڑا حق ادا کر رہے ہوں مسلمان کو مسلمان سے ڈر لگتا ہے اللہ کے غصہ وقہر کو دعوت دیجاتی ہے حالانکہ مسلمان کا تو شیوہ یہ تھا کہ چیونٹی کو روندنے سے اجتناب وپرہیز کرتے ہیں، قتل وغارت کا عام ہو جانا یہ فساد کی بہت بڑی نشانی ہے، بے چینی، امن وسکون اس سے رخصت ہوتا ہے اس کا حل کیا ہے؟

یہ کہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیجائے لوگون کو اللہ سے جوڑا جائے جب لوگ اللہ سے جڑ جائیں گے تو یہ غرور وکبر یہ انا پرستی ختم ہو گی پھر مسلمان مسلمان کیلئے نرم ہو گا خیر خواہ ہو گا مومن مسلمان کی نشانی یہی ہے کہ امن وسلامتی والے ہونگے، مسلمان دوسرے مسلمان کے سامنے اپنے آپ کو حقیر سمجھے ذلیل سمجھے نرمی کرے اور کافر پر رعب اور دبدبہ جمائے "اذلة علی المومنین اعزة علی الکفرین (المائدۃ)

آج جب مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ پر امن نہیں رہ سکتا تو کفار تو بدرجہ اولی ان کے ساتھ سختی والا معاملہ کریگا اس لئے مسلمان آپس میں نرم رویہ اور بہترین تعلقات رکھے اللہ کے احکام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو مضبوطی سے تھامیں رکھیں اللہ کے قرب ومحبت اور اس کی یاد سے ہمیشہ دل منور رکھیں کہ اس سے دل منور اور امت مسلمہ کی اصلاح ہوتی ہے پھر نہ تو قتل وغارت ہو گی اور نہ فتنہ وفساد ہو گا۔

اس کی ایک بہت بڑی مثال ہم لوگ مکہ مکرمہ کی لے سکتے ہیں جو امن کا شہر ہے جو امن کا گہوارہ ہے جو امن کا نمونہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے جس کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی اور اس کے بعد دوسرا مقدس شہر مدینہ منورہ ہے ان دونوں شہروں میں شر وفساد وفتنہ کے سربراہ دجال ملعون بھی داخل نہ ہوسکے گا ان دونوں شہروں میں

امن وامان کیوں ہے؟اس لئے کہ وہاں ہمیشہ اللہ اللہ کی صدائیں گونجتی ہیں اللہ کی یاد سے دل منور ہیں زبان تر ہے انسان معطر ہے اللہ سے ہمیشہ ربط ہے اسی بناء پر وہاں قتل وقتال اور فتنہ وفساد نہیں یہ دونوں مثالی شہر ہیں اس کی تائید وہ دعا کرتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر اور مکہ مکرمہ کو آباد کرتے ہوئے مانگی تھی۔

سورہ ابراہیم میں ہے "اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو(لوگوں کیلئے)امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ۔اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان(مکہ)میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب)والے گھر کے پاس لابسائی ہے اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میوؤں سے روزی دے تاکہ (تیرا)شکر کریں"۔

بتانا یہ مقصود ہے کہ اللہ کا قرب اور اس کی یاد ہوگی تو امن وامان ہوگا اور اگر اس کی یاد سے غفلت اور لاپرواہی ہوگی تو فتنہ وفساد اور قتل وغارت ہوگی۔

مطلب ومقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ کے جتنے بھی مسائل ہیں انفرادی ہیں یا اجتماعی گھریلو ہیں یا معاشرتی، صحت، ورزق وکاروبار ہیں یا امن وامان کا مسئلہ وغیرہ تمام مسائل چاہے وہ دنیا ہو یا آخرت تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ "ادخلو افی السلم کافۃ"یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔

اب تک جو مسائل اور ان کے حل ذکر کئے وہ صرف مثال دینے کیلئے اور چونکہ ان مسائل سے مسلمانوں کو عام سامنا بھی ہے اس لئے بھی ذکر کئے ورنہ دونوں

جہاں کے تمام مسائل کا حل اس میں ہے کہ اللہ کے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز زندگی کو اپنے اکابر علماء سے سیکھ کر مرنے سے پہلے پہلے اپنائی جائیں اسی میں کامیابی بھی ہے اور یہ "کامیابی کا راز" بھی ہے۔

اکابر علماء جو اس دار فانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔ جیسے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ سے لے کر مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تک کی کتابوں کو پڑھ کر قرآن وسنت اور آثار صحابہؓ کی اہمیت اور اصول سیکھ سکتے ہیں۔ اور موجودہ دور میں جو علماء حیات ہیں ان کے ملفوظات سے براہ راست ہم مستفید ہو سکتے ہیں ان کے حلقہ دروس میں علم کے جواہر اور تبلیغی مراکز وخانقاہوں میں ان کے سامنے دوزانوں ہو کر اپنی اصلاح کر سکتے ہیں دلوں کو اللہ کی یاد سے منور اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر عمل کر کے زندگی کو معطر کر سکتے ہیں۔

اللہ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت کی فلاح ہے، ایک عجیب کیفیت ہے کہ جب کوئی انسان کسی چیز کو چکھتا نہیں تو انہیں اس کا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا، جس نے شہد کا ذائقہ چکا نہیں انہیں شہد کی مٹھاس کیا معلوم ہو۔

یہی مثال اسلام کی لے لیں کہ جس نے نماز کی خشوع کو کبھی محسوس نہیں کیا انہیں کیا اندازہ ہو۔ جنہوں نے رمضان کے روزوں کی حقیقت کو نہیں جانا، جو زکوۃ کے اسرار وحکم سے نابلد ہو وہ زکوۃ کی ادائیگی میں کیا فرحت وخوشی محسوس کریگا، جو حرم شریف کے تقدس سے بے خبر ہو وہ کیا جانیں حرم کی فضاؤں کو۔

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ناواقف اور بے علم ہو وہ درود شریف کے پڑھنے میں کیا مزہ پائے گا۔ جس نے مسلمان کو معاف کرنا نہ سیکھا ہو وہ

اخلاق کے باب کو کیا سمجھے جس کو ہمیشہ اپنے نام ونمود کی فکر ہو وہ اخلاص کے اسرار ورموز سے کیا خبر رکھتا ہو گا وہ اخلاص کی مٹھاس کیا جانتا ہو گا۔ جس کے دن رات گانے بجانے میں گزرے اس کو قرآن کی تلاوت میں کیا مزہ آئے گا جس کی آئیڈئل شخصیت بروسلی، ٹنڈولکر یا اوباما ہو اُنہیں ڈاڑھی کی قدر وقیمت کیا معلوم ہو گی؟

ہاں جنہیں ایک سجدے کی لذت مل گئی جس نے اللہ کے راستے میں تکالیف اٹھائیں، جس کو اخلاص کا پروانہ مل گیا، جس کو اپنی زندگی کا مقصد معلوم ہو گیا جس کو اللہ کی محبت نے گھیر لیا، جس کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت معلوم ہو گئی تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ کا ہو گیا اور اللہ اس کا ہو گیا، پھر جہاں وہ اکیلا ہو گا تو اللہ اس کے ساتھ دوسرا ہو گا ویسے تو ہر کسی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن یہاں ساتھ ہونے سے مراد اللہ کی مدد ونصرت اور اس کا ساتھی وہمدرد ہونا مراد ہے پھر وہ ویران جنگلوں وادیوں میں ہو گا تو اللہ ان کے ساتھ ہو گا۔

دنیا کے ہر موڑ پر ہر خوف وخطر میں اللہ ان کے ساتھ ہو گا، سخت آندھی، طوفان ہو یا زلزلہ، سیلاب ہو، بھوک افلاس ہو یا پریشانی وغم ہو اس کا دل مطمئن ہو گا "فاذکرونی اذکرکم" اور "ان اللہ مع الصٰبرین"

یہ بڑا عجیب تعلق ہے بڑا مضبوط واسطہ ہے ایک دفعہ یہ عزم کرلو کہ اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر دیکھو وہ بھی حنان ذات ہے وفادار ذات ہے اگر کبھی بندہ اس سے روٹھنا چاہے تو اس کو روٹھنے نہیں دیتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالی شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ میرا مجمع میں ذکر

کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ (احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ بحوالہ فضائل ذکر باب اول)

بس اللہ کے بن جائیں دنیا و آخرت کی فلاح اسی میں پوشیدہ ہے اللہ کے احکام بجالائیں خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپنائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز زندگی کو اپنا مشغلہ اوڑھنا بچھونا اور یہی شیوہ بنائیں علماء حق اہل السنت والجماعت کے سامنے دوزانو ہو کر دین اسلام کو سیکھیں۔ رب ذوالجلال وجبار، رحمن وعزیز اور اس اللہ کی قسم جو تمام انبیاء وصحابہ اور تمام کائنات کا خالق ومالک ہے کہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔

قرآن وسنت کی نشر واشاعت کا عالمی ادارہ

دارالایمان

محمد الیاس گھمن

کی تمام تالیفات، مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو سی ڈیز، میموری کارڈز
اور مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصنیفات کا مرکز

دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0423-7350016, 0321-4602218

500روپے کا گھنٹہ

صفتین احمد

تھکا ہارا باپ جب گھر پہنچا تو اس کا کم سن بیٹا اس کے انتظار میں دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ باپ کے بیٹھتے ہی بیٹے نے کہا ابو! کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟ ہاں بیٹا! کیوں نہیں، پوچھو۔ ابو! آپ ایک گھنٹے میں کتنا کماتے ہو؟

باپ: (سوچتے ہوئے) 500روپے۔

بیٹا: اوہو۔۔ (کہتے ہوئے مایوسی سے اپنا سر جھکا لیا پھر اچانک اس کے ذہن میں کوئی بات آئی تو اس نے سر اٹھا کر کہا ابو! کیا آپ مجھے 250روپے قرض دو گے؟

باپ کا پارا ایک دم چڑھ گیا۔ "کیا تم مجھ سے صرف اس وجہ سے پوچھ رہے تھے کہ کسی گھٹیا کھلونے یا اس طرح کی دوسری چیزیں خریدنے کے لیے مجھ سے قرض مانگ سکو تو بہتر یہی ہے کہ جاؤ اپنے کمرے میں اور بستر پر سو جاؤ۔"

بیٹا خاموشی سے مڑا اور اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

گھنٹے بھر بعد جب باپ کا غصہ تھوڑا ٹھنڈا پڑ گیا تو وہ سوچنے لگا۔

اس نے کبھی مجھ سے اتنے پیسے نہیں مانگے ہیں۔ آخر کیا ماجرا ہے یہ سوچتے ہوئے وہ بیٹے کے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا اور پوچھا:

کیا تم سو گئے بیٹا؟

بیٹا اٹھ کر بیٹھ بیٹھا اور کہا نہیں ابو! جاگ رہا ہوں۔

باپ: مجھے لگتا ہے کہ میں نے تم سے کافی سختی سے پیش آیا۔ دراصل آج میں نے بہت سخت اور تھکا دینے والا دن گزارا ہے۔ اس لیے تم پر ناراض ہو گیا۔ یہ لو 250روپے۔

بیٹا (خوشی سے مسکراتے ہوئے): بہت بہت شکریہ ابو۔

ایک ہاتھ میں پیسے لے کر دوسرے ہاتھ کو اپنے تکیے کی طرف بڑھایا اور جب اپنا ہاتھ تکیے کے نیچے سے نکالا تو اس کی مٹھی میں چند مڑے تڑے نوٹ دبے ہوئے تھے۔ دونوں پیسے باہم ملا کر گننا شروع کیا۔ گننے کے بعد باپ کی طرف دیکھا۔

باپ (غصے سے): جب تمہارے پاس پہلے ہی سے اتنے پیسے ہیں تو تمہیں مزید پیسے مانگنے کی کیوں ضرورت پڑ رہی ہے؟

بیٹا: دراصل میرے پیسے کم پڑ رہے تھے لیکن اب پورے ہیں۔ اب میرے پاس پورے 500 روپے ہیں۔

(پیسے باپ کی طرف بڑھاتے ہوئے) ابو! میں آپ سے آپ کا ایک گھنٹہ خریدنا چاہتا ہوں۔ پلیز ابو! کل آپ ایک گھنٹہ مجھے دیجیے گا تاکہ میں آپ کے ساتھ کچھ باتیں کر سکوں اور آپ کے کھانا وغیرہ بھی کھا سکوں۔

لعنت اللہ علی الکاذبین
ہمارا عزم فطرت سے قریب تر صحت مند زندگی
جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
رجسٹریشن نمبر 1195
قائم شدہ 1950ء
نسخہ جوہر زیتون
دارالخدمت
فوائد
جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوج، ورم ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: گنٹھیا، موہروں کا درد، سر درد کمزوری ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کر کے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔
جوہر زیتون جوڑوں کے درد کا مکمل علاج
تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مقدس کلام میں فرمایا ہے اور اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا" قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔
قیمت بمعہ ڈاک خرچ و بمعہ ڈاک کمیشن 1500 روپے
صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاء اللہ ایک مرتبہ تو مریض گھنٹا کو بستر مرگ سے اٹھا دیتی ہے
0308-7575668
0345-2366562
0300-2682923
جوہر زیتون بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے 24 گھنٹے ہیلپ لائن
شعبہ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت اور محنت کا چولی دامن

اہلیہ مولانا عابد جمشید

کسی گاؤں میں ایک نوجوان رہتا تھا۔ پڑھائی لکھائی جب ختم ہوئی تو والدین نے نوکری کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ کئی مہینے وہ نوکری کی تلاش میں پھرتا رہا لیکن کہیں نوکری نہ ملی۔

ایک دن تھک ہار کر خود سے بولا رزق تو اللہ کی ذات نے دینا ہے۔ اب میں نوکری کی تلاش میں نہیں پھروں گا بلکہ سکون سے زندگی گزاروں گا۔ اللہ رازق ہے تو گھر بیٹھے ہی رزق دے گا۔

اسی سوچ کے ساتھ یہ جوان صبح کی سیر کے لئے نکلا

سیر کے بعد گاؤں کے قریب سے گزرنے والی نہر کے کنارے جا کر بیٹھ گیا۔

ابھی بیٹھے پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ دیکھا ایک پتہ نیچے کی طرف آرہا ہے۔

چھلانگ لگا کر پتہ پکڑا تو یہ کیا۔ پتے پر دو نان اور ان پر حلوہ پڑا تھا۔

واہ خدایا۔ واقعی رزق تو کھانے والے تک خود پہنچتا ہے۔

حلوہ کھایا بہت لذیذ تھا۔

پیٹ بھر کر واپس گھر آ گیا۔ ظہر کے بعد پھر نہر کنارے چلا گیا۔

ایک بار پھر حلوہ اور نان پتے پر آتے نظر آئے۔ اٹھائے اور کھا لیے

مغرب کی نماز کے بعد پھر نہر کنارے چلا گیا۔ اس بار بھی وہی ہوا۔

واہ! رات کے کھانے کا انتظام بھی ہو گیا۔

اب روزانہ فجر، ظہر اور مغرب کی نماز کے بعد نہر کنارے جا کر بیٹھ جاتا اور بلاناغہ نان اور حلوہ مل جاتے۔ یہ سلسلہ کئی دنوں تک چلتا رہا۔

ایک دن خیال آیا کہ دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح یہ نان اور حلوہ بھجواتے ہیں۔ اسی سوچ میں صبح کی نماز کے بعد نہر کی اوپری طرف چل پڑا۔ کچھ کلو میٹر ہی گیا ہو گا کہ دیکھا، ایک باباجی ہیں جو نان اور حلوہ لئے نہر کنارے بیٹھے ہیں۔

قریب جا کر دیکھا تو باباجی نان کے اندر حلوہ رکھتے اور پھر اس گرم گرم حلوے سے اپنی ٹانگ پر نکلے ایک پھوڑے کو ٹکور کرتے پھر ایک پتے پر نان اور حلوہ رکھ کر نہر میں بہا دیتے۔

جوان کا دل ایک دم خراب ہونا شروع ہو گیا۔ ابکائیاں آنے لگیں

کیا میں اتنے دنوں سے یہ حلوہ اور نان کھا رہا تھا؟

باباجی سے پوچھا یہ ماجرا کیا ہے؟

باباجی بولے، کئی دنوں سے یہ پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ حکیم کے پاس گیا تو حکیم نے مشورہ دیا کہ روزانہ دن میں تیں بار سوجی کے حلوے کو نان پر رکھ کر اس کی ٹکور کروں۔ سو میں فجر، ظہر اور مغرب کے بعد ادھر آجاتا ہوں نان اور حلوے کی ٹکور کے بعد نان اور حلوے کو پتے پر رکھ کر نہر میں بہا دیتا ہوں تا کہ خراب ہونے کی بجائے چرند پرند اور مچھلیاں ہی کھالیں۔

بے شک اللہ رازق ہے، رزق اللہ نے ہی دینا ہے، محنت اور کاہلی کے درمیان پھل کا فرق ہے۔

جو محنت کرتے ہیں انہیں پاک اور صاف رزق ملتا ہے۔

جو کاہلی میں وقت گزارتے ہیں اور حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں، رزق تو انہیں بھی ملتا ہے مگر وہ رزق جس میں کراہت اور گندگی ہو۔

دنیا امتحان گاہ ہے۔ جہان رحمت اور محنت سے سفر ہوتا ہے۔ مقام ملتا ہے۔ رحمت نہ ہو تو محنت رائیگاں اور اگر محنت نہ ہو تو رحمت بے ثمر۔

بس.....دیکھ لیا پاکستان

مولانا امان اللہ حنفی

ریاض نے خوشی خوشی اپنے موبائل فون پر نمبر ڈائل کئے۔ تھوڑی دیر بعد

السلام علیکم۔۔۔۔ اشفاق! کیا حال ہے؟

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔ اللہ کا شکر ہے۔ تم سناؤ!

اشفاق بھائی! میں بہت خوش ہوں کہ ابو مان گئے ہیں۔ میں نے پاکستان جانے کی مکمل تیاری کر لی ہے اور میرے والد صاحب بھی میرے ساتھ ہی جائیں گے کیونکہ جب میں نے والد صاحب کو پہلے کہا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ جب آپ میٹرک میں A گریڈ کے نمبر لیں گے تو پاکستان لے کر جاؤں گا۔ میں نے ان کی خواہش کو پورا کر دکھایا ہے۔ ریاض یہ سب کچھ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا وہ خوشی میں بے قابو ہوا جا رہا تھا۔

ریاض انڈیا میں رہتے ہوئے ہر وقت پاکستان کے بارے میں سوچتا رہتا کہ وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے۔ جس کی بنیاد ہی یہ تھی کہ انگریزوں کے تسلط سے آزادی حاصل کر کے مسلمانوں کا اپنا الگ ملک ہونا چاہئے جس میں رہتے ہوئے وہ اسلامی نظام رائج کر کے شریعت پر عمل پیرا ہوں۔ ریاض یہ باتیں کبھی کبھی اپنے دوست اشفاق سے بھی کرتا تھا کہ پاکستان میں سب مسلمان ہوں گے۔ وہاں اسلامی نظام لوگوں کی عادت اور کلچر بن چکا ہو گا اسی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں کیلئے شریعت پر عمل کرنا مشکل کام نہ ہو گا۔

مسلمان ہونے کی وجہ سے وہاں کی مستورات بھی کتنی خوش قسمتی سے گھروں میں رہتی ہوں گی اور اگر کبھی گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت بھی ہو تو خوب باپردہ

نکلتی ہوں گی اور وہاں باپردہ عورت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو گا اسلام میں بے پردگی کا تصور ہی نہیں ہوتا۔

ہاں اشفاق آپ کو میں یہ بھی بتاؤں کہ وہاں کے والدین اس لئے بھی خوش قسمت ہیں کہ اسلام میں والدین کے بہت حقوق ہیں اور بچے ان حقوق کی خوب پاسداری کرتے ہوں گے جس کی وجہ سے ان کے والدین بچوں سے خوب خوش ہوں گے بیٹیاں ماں باپ کی خوب خدمت کرتی ہوں گی اور مائیں اپنی اولاد کی تربیت بھی اسلام کے مطابق کرتی ہوں گی۔

اشفاق یہی وجہ ہے جس کی وجہ سے پاکستان دیکھنے کا اتنا مشتاق تھا اور ہاں اگر پاکستان میں کوئی ایسی ترتیب بن گئی کہ ہماری وہاں ایڈجسٹمنٹ ہو سکے تو ہم سب گھر والے پاکستان ہی چلے جائیں گے تاکہ ہم آزادی سے اسلام پر عمل کریں۔ کیونکہ میری بہنیں پردہ کا بہت شوق رکھتی ہیں اور انڈیا میں رہتے ہوئے یہ کچھ ناکچھ مشکل لگتا ہے جبکہ پاکستان میں تو ماحول ہی پردہ کا ہو گا اس وجہ سے پاکستان میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو گی۔

بس اشفاق آپ دعا کرنا ہم پاکستان پہنچ جائیں اور ویزہ آسانی سے مل جائے پھر تو مزہ ہی آجائے گا ہاں اشفاق پاکستان کی سیر گاہوں کا بھی عجیب ہی منظر ہو گا کہ اول تو مسلمان بچیاں سیر گاہوں پر جاتی ہی نہ ہوں گی اور اگر جاتی بھی ہوں گی تو ان کی سیر کیلئے باپردہ اور مردوں سے الگ انتظام ہو گا کہ بد نظری نہ ہو۔ تو اس ماحول میں سیر کرنے کا بھی الگ مزہ ہو گا آزادی سے سیر کریں گے کسی قسم کی فکر نہ ہو گی اور چوری کا تو امکان ہی پیدا نہ ہو گا کیونکہ اسلام نے مسلمانوں کے مال کے تحفظ پر بھی بہت زور دیا ہے جو چوری کرتا ہے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے تو اس حالت میں کوئی بھی انسان چوری کی ہمت نہیں کرتا جس کی وجہ سے مال کا تحفظ بھی رہتا ہے۔

اشفاق ہاں دوست اس حال میں تو میں آپ کیلئے ضرور دعا کروں گا کہ اللہ آپ کو اس پاک ماحول میں جلد لے جائے جہاں اسلام کی بہاریں ہوں گی۔

کچھ دنوں بعد ریاض کے والد صاحب نے بتایا بیٹا ہمارا ویزہ آگیا ہے اور ہم آج سے ٹھیک 15 دن بعد پاکستان جائیں گے اور سب سے پہلے پاکستان کے سب سے مشہور شہر لاہور جائیں گے پھر باقی شہروں کی سیر کریں گے بیٹا آپ نے جو تیاری کرنی جلد کر لو ہم پہلی مرتبہ پاکستان جارہے ہیں اور پاکستان میں 30 دن کا قیام کریں گے۔

ریاض۔ ابو جی میں ایک کیمرہ اور ایک ڈائری لینا چاہتا ہوں کیمرے سے پاکستان کی قدیم اور جدید اشیاء اور مقامات کی تصاویر لوں گا اور ڈائری میں اپنی زندگی کی تاریخی لمحات کو قلم بند کروں گا۔ اگلے ہی دن والد صاحب نے ریاض کو ایک عدد کیمرہ اور ڈائری لا کر دے دی اور ریاض تیاریوں میں لگا رہا اور جب تک تیاریاں مکمل نہ ہوئی تو روانگی کا دن بھی آگیا ریاض کی خوشی دیکھی نہ جارہی تھی وہ خوشی سے اچھل رہا تھا۔

خیر سفر شروع ہوا دونوں باپ بیٹا باتیں کر رہے تھے کہ ہم پہلے لاہور ہی میں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد اسلام آباد کی طرف سفر کریں گے اور اس طرح مزید بڑے شہروں کی سیر کریں گے۔ ریاض کا انتظار ختم ہوا اور وہ پاکستان کے شہر لاہور پہنچ گئے انہوں نے آنے سے پہلے ہی فون پر ایک ہوٹل میں اپنی رہائش کا انتظام کر لیا تھا۔

گاڑی سے اتر کر سامان کو ایک طرف رکھنے کے بعد دونوں باپ بیٹا ٹیکسی لینے کیلئے ایک سمت میں چل پڑے۔ ٹیکسی لے کر آئے تو ان کا سامان غائب تھا۔ ریاض اپنے ابو کے منہ کی طرف دیکھتے ہوئے ابو جی ہمارا سامان کہاں گیا؟ والد صاحب خود بھی پریشان تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دیکھا دونوں باپ بیٹا پریشانی کی وجہ پوچھی تو ڈرائیور نے کہا چوری ہو گیا ہو گا، یہ سن کر ریاض کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور ابو سے لپٹ کر بولا پاکستان میں بھی چوری۔ پھر وہ اپنی رہائش کی طرف گئے اور اگلے دن کا

پروگرام ترتیب دینے لگے کہ کل ہم صبح لاہور کے چڑیا گھر جائیں گے پھر شام کو پاکستان کا کھیل دیکھنے قذافی سٹیڈیم جائیں گے اور رات کو جناح پارک کی سیر کریں گے۔

صبح 10 بجے دونوں چڑیا گھر پہنچے تو ریاض کی چیخیں نکل گئی ابو جی اس جگہ تو ہر طرف بے پردگی ہے اور میں تو پاکستان کو اس نام کی طرح پاک سمجھتا تھا اور اس کے بننے کے مقصد کو مد نظر رکھ کر میں نے سوچا تھا کہ پاکستان میں ہر طرف اسلام کی بہاریں ہوں گی پاکستان کی مائیں، بہنیں باپردہ ہوں گی کیونکہ اس پاکستان کو بنانے میں پاکستان کی بہنوں اور بیٹیوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تھے وہ اس سیر گاہ کیلئے نہیں بلکہ اسلام پر عمل کرنے کی آزادی کی وجہ سے قربانیاں دی گئی تھیں۔

ریاض یہ کہتے ہوئے رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا ابو مجھے واپس لے چلو میں پاکستان نہیں رہتا میں واپس جانا چاہتا ہوں والد صاحب نے اسے تسلّی دی اور شام اور رات کے پروگرام پر عمل کر کے پھر مشورے کا کہا کہ رات کو بیٹھ کر مشورہ کریں گے۔ شام کو سٹیڈیم میں گئے تو وہاں نوجوان لڑکوں کے ساتھ نوجوان لڑکیاں بھی کھیل رہی تھی جنہوں نے ہاف شرٹ ڈالی ہوئی تھی اور نقاب تو کیا سر پر دوپٹے کا بھی نام ونشان نہ تھا۔

ریاض نے یہ دیکھ کر اپنا کیمرہ زمین پر دے مارا اور ڈائری پھاڑتے ہوئے بولا پاکستان بنانے کا کیا فائدہ؟ کیوں اتنی جانوں کی قربانی دی گئی تھی اگر یہی کچھ کرنا تھا تو انڈیا میں بھی ہو رہا ہے اور برصغیر میں بھی ہوتا رہتا اپنے ابو کا بازو پکڑا اور کہا ابو مجھے جناح پارک لے چلو وہاں جا کر پارک میں بیٹھ کر کچھ چائے پیتے ہیں جب وہ جناح پارک پہنچے تو ابھی پارک میں پہنچے ہی تھے کہ ریاض نے دیکھا وہاں پر بھی ہر طرف بے حیائی ہی بے حیائی ہے۔ اس سے رہا نہ گیا اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ابو! مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔ مجھے پاکستان بنتے وقت قربانیاں دینے والی مائیں، بہنیں یاد آرہی ہے۔ مجھے واپس لے چلو۔ بس دیکھ لیا پاکستان۔

نجات نامہ

ام حمزہ

ماہنامہ بنات اہلسنت کے قارئین اور قاریات میں سے اکثر ہم سے کافی عرصے سے وظائف و عملیات سے متعلق پوچھتے ہیں اور اپنے معاشی اور گھریلو مسائل کے حل کے لیے ہم سے رابطہ کرتے تھے۔اس کے لیے ہم نے باقاعدہ ایک سلسلہ "نجات نامہ" کے نام سے شروع کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے سے آپ کو مسائل سے نجات عطا فرمائیں گے۔ ادارہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس جامع مذہب میں انسانی کی ہر مشکل کا حل موجود ہے انسان خوشی کی حالت میں ہو یا غم کی کیفیت میں، انسان کی زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی اسلام ہر شعبہ میں بہترین مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں انسان کی بھلائی کے لئے ایسے وظائف بتائے ہیں جن کے استعمال سے انسان اپنے دشمن کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ چودہ سو سال سے مخلوق خدا نے ان وظائف سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اب بھی اٹھا رہے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ اٹھاتے رہیں گے۔ لیکن اس پاکیزہ طریقے میں کچھ ایسے لوگ شامل ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنے مذموم مقاصد اور فاسد اغراض کے حصول کے لئے اس پاکیزہ طریقہ میں ایک باپاک آلودہ طریقہ رائج کر دیا ہے۔

دستور زمانہ ہے جب کسی چیز کی مانگ ہو تو اس وقت بہت سارے کاروباری بھی مارکیٹ میں آجاتے ہیں اور اس گرم بازار میں یہ دھوکہ بازار اور مفاد پرست اصل مال کے ساتھ نقلی مان تیار کر کے شامل کر دیتے ہیں اور کرائے کے ایجنٹوں کے ذریعے

اس کی اتنی تشہیر کرتے ہیں کہ اصل اور نقل میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال سے صرف دنیاوی معاملات ہی نہیں بگڑتے بلکہ دینی اور روحانی معاملات بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آج کل تعویذات و عملیات کا دھندا عروج پر ہے جھاڑ پھونک اور ٹونوں ٹوٹکوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ اس طرح پیسے کے پجاریوں نے شریعت کے پاکیزہ طریقے کو مسخ کر دیا ہے جس سے عوام الناس میں ایسی نفرت پھیل گئی کہ انہوں نے صحیح طریقہ کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا ہے اور قرآن وحدیث کے مستند وظائف کا انکار کرنے لگے ہیں ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو غلط قسم کے عاملوں سے بچانے کے لئے اور قرآن وسنت کے مستند اورادووظائف کو عام کرنے کے لئے ماہنامہ بنات اہل السنۃ والجماعۃ اپنے قارئین و قاریات کے لئے وظائف کا سلسلہ شروع کر رہا ہے۔

گوشہ ظرافت

گاہک (بیرے سے) "یہ دیکھو، یہ گوشت بالکل نہیں گلا۔"
بیرا: "جی ہاں! ہمارے یہاں کوئی چیز گلی سڑی نہیں ہوتی۔"

.....

راہ گیر (بھکاری سے) "تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟"
بھکاری: "یہ دیکھنے کے لیے کہ اس دنیا میں سخی کتنے اور کنجوس کتنے ہیں۔

.....

استاد: سب لڑکوں نے دودھ پر دو صفحات کا مضمون لکھا ہے، اور تم نے دو سطر کا۔
شاگرد: جناب! میں نے خالص دودھ پر مضمون لکھا ہے۔

.....

مالک: بھناکر! یہ تم نے کیسی چائے بنائی۔
نوکر: جناب! آپ نے کہا تھا جب دودھ نہ ہو تو ملک پاؤڈر سے بنالیا کرو۔ آج ملک پاؤڈر بھی نہیں تھا، سو میں نے ٹالکم پاؤڈر سے بنالی۔

.....

ایک گلوکار محفل میں گانا گا رہا تھا: "کس نام سے پکاروں کیا نام ہے تمہارا۔"
محفل سے ایک دیہاتی نے اٹھ کر کہا: "شیخ اللہ وسایا۔"

.....

ڈاکو: رقم دوگے یا جان؟
مسافر: جان لے لو، رقم میرے بڑھاپے کا سہارا ہے۔

مالک: آج کا اخبار کہاں ہے؟

ملازم: میں تو خود کل سے تلاش کر رہا ہوں۔

.....

تھانے کے ایک انسپکٹر نے ایک کانسٹیبل کو ایک ملزم کی چھے تصاویر دکھا کر کہا، جاؤ ملزم کو تلاش کرو۔ شام کو کانسٹیبل واپس لوٹا اور فخر سے بتایا:

"جناب! پانچ ملزم گرفتار ہو چکے ہیں، چھٹے کی تلاش ہے۔"

.....

جج ملزم سے: تم نے دن دیہاڑے چوری کی۔

ملزم: کیا کروں جناب! رات کو مجھے نیند آجاتی ہے۔

.....

استاد: تم نے تاریخ یاد کی؟

شاگرد: جی ہاں! آج دس تاریخ ہے۔

.....

امی: یاد رکھو بیٹا! ہم دنیا میں دوسروں کی خدمت کے لیے آئے ہیں۔

بیٹا: اور دوسرے دنیا میں کس لیے آئے ہیں؟

.....

استاد: بخیل کی تعریف کرو۔

شاگرد: جناب! بھلا کوئی بخیل کی بھی تعریف کرتا ہے۔

.....

دہلی کی ایک سڑک پر ایک سردار اچانک دوڑنے لگے، ٹریفک سارجنٹ بھی سردار تھا، وہ اس کی طرف لپکا اور پکڑ کر پوچھا:

"سردار جی! کیا بات ہے، تم اچانک دوڑنے کیوں لگے۔"

سردار جی نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر لکھا تھا، کم از کم رفتار 20 کلو میٹر فی گھنٹہ۔ یہ پڑھتے ہی سارجنٹ نے بھی دوڑ لگادی۔

.....

ڈاکٹر: آپ کی طبیعت آج کیسی ہے؟

مریض: آج تو وہ چیزیں بھی کھانے کو جی نہیں چاہتا جن کے کھانے سے آپ نے روکا ہوا ہے۔

.....

حجام بہت تیزی سے بال کاٹ رہا تھا، ایسے میں اس نے گاہک سے پوچھا:

"آپ کتنے بھائی ہیں۔؟"

اس نے فوراً جواب دیا:

"میں آپ کے استرے سے بچ گیا تو ہم تین بھائی ہیں، ورنہ دو۔"

.....

استاد: بتاؤ! تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟

شاگرد: مریض بن کر ڈاکٹروں کی خدمت کروں گا۔

....

دروازے پر دستک ہوئی۔ باپ نے بیٹے سے کہا، دیکھو دروازے پر کون ہے؟ بیٹے نے دروازے پر جا کر ملاقاتی سے پوچھا، آپ کون ہیں، اس نے اپنا نام ریاض بتایا۔ بیٹے نے واپس آکر کہا:

"ابا جان! باہر سعودی عرب کے دارالخلافہ کھڑے ہیں۔"

.....

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ بنات اہلسنت ہر انگریزی ماہ کی 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام۔۔۔۔رسید نمبر۔۔۔۔خریداری نمبر۔۔۔۔۔۔ایجنسی نمبر۔۔ایڈریس۔۔۔۔۔

تعداد رسالہ۔۔۔۔۔بابت ماہ۔۔۔۔۔کا رسالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلاً: محمد عبداللہ، رسید نمبر 234، خریداری 456، مکان نمبر 32، رانا اسٹریٹ، ڈاکخانہ حویلیاں، ہری پور، عدد 1، مارچ 2014۔

ہمیں خط لکھیں یا میسج کریں اور ای میل بھی کر سکتے ہیں۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل و جرائد مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جارہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔ (ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [ماہنامہ بنات اہل السنت] مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (نیا) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے:

03326311808

[بنات اہلسنت کے مستقل ممبر بنئے دوستوں کے نام بنات اہلسنت سبسکرپشن کیجیے]

ممبرشپ کا طریقہ

نام:.....ولدیت:.....

رابطہ نمبر:.....ای میل:.....

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):.....

بینک کا نام:.....رقم جمع کرانے کی تاریخ:.....

مکمل ایڈریس : .....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فِل اَپ کر کے سرکولیشن مینیجر بنات اہلسنت کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (بنات اہلسنت) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 14010360000090

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

انا للہ وانا الیہ راجعون

- مولانا محمد فیصل [خوشاب] کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں۔
- تبلیغی جماعت کے عالمی امیر مولانا زبیر الحسن انتقال فرما گئے ہیں۔
- حافظ آفتاب امیر تبلیغی جماعت ضلع چکوال وفات پا گئے ہیں۔
- حافظ محمد رفیق و شفیق کے والد صوفی عبد الحمید [سیالکوٹ] وفات پا گئے ہیں۔
- مولانا عبد القدوس گجر امیر اتحاد اہل السنت والجماعت العالمی {پنجاب} کے ماموں جان محمد امجد گجر وفات پا گئے ہیں۔
- ڈاکٹر شاہد اقبال سکھروی کے والد انتقال فرما گئے ہیں۔
- سید انور علی شاہ مرحوم کے بھائی اور زین العارفین، زین الصالحین [فیصل آباد] کے چچا جان سید نور علی شاہ آف بنوں انتقال کر گئے ہیں۔

مدیر بنات اہلسنت سرگودھا متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ، مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا کے اساتذہ کرام، اراکین اور عملہ، احناف میڈیا سروس کے تمام ذمہ داران، احناف ٹرسٹ کے ذمہ داران فوت شدگان کے لیے صدق دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خطاؤں سے در گزر فرمائے، ان کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور آخرت میں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر امت مرحومہ کے تمام فوت شدگان اور شہداء کے لیے ایصال ثواب کر دیں۔ کیونکہ اہل السنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق ایصال ثواب کا نظریہ بالکل درست ہے اور ہم اس کے قائل ہیں۔

نوٹ: فوتگی کی اطلاع اس نمبر پر بذریعہ SMS دیں۔03326311808

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	لاہور	03214602218
دارالایمان	کراچی	03342028787
دارالایمان	رائے ونڈ	03026410277
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبد اللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبد اللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
مولانا قاضی نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
مولانا خالد زبیر	فیصل آباد، لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
ضیاء الرحمٰن	واں بھچراں	03363725900
حبیب الرحمن نقشبندی	ننکانہ صاحب	03084552004
محمد کلیم اللہ	ڈیرہ غازی خان	0331-6704041
حافظ غلام مجتبیٰ	لیہ	03136764901
قاضی اسرائیل گرنگی	مانسہرہ	03023501755
طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ	سرگودھا	03067800751

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808